ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان
6 رجب 1433ھ — جون 2012ء

خلیفۂ راشد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر خطبۂ تعزیت

خلیفۂ راشد، امیر المومنین
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما
قبولِ اسلام، سیرت و خدمات

- ★ مولانا محمد اسلم شیخو پوری اور دیگر علماء کا قتل
- ★ قادیانی تسلط اور چودھری احمد یوسف کا قتل کیس
- ★ ایک قادیانی بیٹی کا خط: مرزا مسرور کے نام
- ★ امریکی سفارت خانہ اور قادیانی

ختمِ نبوّت کورس

محاضراتِ ختمِ نبوت

02 تا 12 شعبان 1433ھ / 23 جون تا 03 جولائی 2012ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

ملک کے معروف اساتذہ ومدرسین، دانش ور اور محققین اسباق پڑھائیں گے

عنوانات

1- عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں
2- حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
3- انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں کی تاریخ
4- ردّ قادیانیت پر بحث ومکالمہ کا طریقۂ کار
5- عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت
6- آئین سے متصادم قادیانی سرگرمیاں
7- احرار اور محاسبۂ قادیانیت (تعارف وتاریخ)
8- اسلام، مغرب اور انسانی حقوق

زیرسرپرستی

ابن امیرشریعت حضرت پیرجی
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
سیّد عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

- دینی مدارس کے درجہ ثالثہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلباء، دیگر تعلیمی اداروں کے کم از کم میٹرک پاس اور اس سے اوپر کے طلباء
- 20 رجب سے 30 رجب تک داخلہ ہوگا۔ سادہ کاغذ پر درخواست مع فوٹوسٹیٹ شناختی کارڈ
- رہائش وخوراک کا انتظام ادارہ کے ذمہ ہوگا۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- سوفیصد حاضری اور بہتر استعداد والے طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

رابطہ

ملتان: 061 - 4511961، 0300-6326621
لاہور: 042-35865465، 0300-4240910
چناب نگر: 047 - 6211523، 0301-3138803
چیچہ وطنی: 040 - 5482253، 0300-6939453

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 23 شمارہ 06 رجب 1433ھ — جون 2012ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-6411

فہرست

دل کی بات	"ہم کو معلوم ہے، ہم نشانے پہ ہیں" / مولانا محمد اسلم شیخوپوری، مولانا سید محمد محسن شاہ اور مولانا نصیب خان کی الم ناک شہادتیں	مدیر	2
شذرہ:	قادیانی تسلط اور چودھری احمد یوسف قتل کیس!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	قادیانی جماعت کی سالانہ رپورٹ	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	5
〃	قادیانی جماعت کی پاکستانی قیادت: قتل کیس میں نامزد	سیف اللہ خالد	9
〃	امریکی سفارت خانہ اور قادیانی: ایک لمحہ فکریہ	قاضی محمد یعقوب	12
〃	لال مسجد شہداء کے ورثا کو بیعت نہ دینے پر عدالت برہم	مرزا عبدالقدوس	14
دین و دانش:	سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعزیتی خطبہ	سید عطاء المنان بخاری	17
〃	خلیفۂ راشد و عادل سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام، سیرت و خدمات	قاضی طاہر الہاشمی	22
〃	امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	عبدالرحمٰن جامی	33
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط نمبر ۱۳)	پروفیسر خالد شبیر احمد	38
شاعری:	سجے میں وارث مُنبر!!	ڈاکٹر رشید انور	43
مطالعہ قادیانیت	قادیانیت نے عالمِ اسلام کو کیا دیا؟	مولانا مشتاق چنیوٹی	46
〃	ایک قادیانی بچی کا خط: مرزا مسرور کے نام	سہیل باوا	50
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی	54
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	56
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوت کا ترجمان مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: آتش کیش پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری امیر شریعت دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

زیرِ ادارت

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

چودھری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ———— 200/- روپے
بیرونِ ملک ———— 1500/- روپے
فی شمارہ ———— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام ماہنامہ نقیب ختم نبوت

ذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

برانچ 0278 یو بی ایل ابدالی روڈ چوک ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

دل کی بات　　مدیر

''ہم کو معلوم ہے، ہم نشانے پہ ہیں''

مولانا محمد اسلم شیخوپوری، مولانا سید محمد محسن شاہ اور مولانا نصیب خان کی المناک شہادتیں

گزشتہ ماہ یکے بعد دیگرے ملک کے تین جیّد علماء کو ''نامعلوم'' دہشت گردوں نے شہید کر دیا۔

☆ مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ (۲۱ر جمادی الاخری ۱۴۳۳ھ، ۱۳ر جون ۲۰۱۲ء) کراچی

☆ شیخ الحدیث مولانا سید محمد محسن شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ (لکی مروت)

☆ استاذِ حدیث مولانا نصیب خان شہید رحمۃ اللہ علیہ (اکوڑہ خٹک، ۲ر مئی ۲۰۱۲)

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ عظیم داعی قرآن تھے۔ کراچی میں اُن کے دروسِ قرآن سے ہزاروں مسلمانوں کے عقائد و اعمال درست ہوئے اور اُن کی علمی و دعوتی تحریروں سے ملک و بیرونِ ملک لاکھوں مسلمانوں میں دینی شعور اور دینی جدوجہد کا جذبہ بیدار ہوا۔ مولانا کی پُکار میں خلوص و للّٰہیت کی تڑپ اور گونج تھی۔ وہ دونوں ٹانگوں سے معذور تھے لیکن دل و دماغ، زبان و قلم اور فکر و شعور مکمل فعال اور مستنیر کہ انہیں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی ملی تھی۔ ۱۳ر مئی کو دعوتِ قرآن کے مبارک کے سفر کے دوران دشمنانِ قرآن نے اُن پر فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اُن کے ایک محافظ ساتھی بھی اُن کے ساتھ راہِ حق میں شہید ہوئے۔ زخمی ساتھیوں نے بتایا کہ مولانا ہسپتال پہنچنے تک راستے میں کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت پڑھتے رہے اور ساتھیوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے۔ اسی کیفیت میں انہوں نے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

اسی روز جمعیت علماء اسلام کے رہنما، شیخ الحدیث مولانا سید محمد محسن شاہ کو بھی دہشت گردوں نے شہید کر دیا۔ مولانا محسن شاہ صاحب جامعہ حلیمیہ لکی مروت کے مہتمم اور شیخ الحدیث اور جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن کے استاد بھی تھے۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل اور جیّد عالم دین تھے۔ ہزاروں طلباء کے قلوب و اذہان کو علم حدیث سے منوّر کیا اور عملی زندگی میں دین کے راستے پر گامزن کیا۔

اس سے قبل ۲ر مئی کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاذ الحدیث مولانا نصیب خان کو پشاور جاتے ہوئے راستے میں اغوا کیا اور اگلے روز انہیں شہید کر دیا۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی معلومات کے مطابق یہ تینوں کارروائیاں ''نامعلوم دہشت گردوں'' نے کی ہیں۔ لیکن ہم اپنے دشمن کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔ عالمی استعمار، طاغوتِ اکبر، اسلام اور اُمّتِ مسلمہ کا سب سے بڑا اور کھلا دشمن ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی واضح نشان دہی کی گئی ہے۔ ''یہود و نصاریٰ'' مسلمانوں کے دوست نہیں۔ عالمی استعمار، طاغوتِ اکبر، علماء دین اور طلباء دین کو اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے۔ بزدل طاغوت حق کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے۔ اس نے طے کرلیا ہے کہ وہ اپنے دیسی پٹھّوؤں منکرین ختم نبوّت اور منکرین ازواج واصحابِ رسول کے ذریعے علماء کو راستے سے ہٹائے گا۔ طاغوتِ اکبر کی ذریّت البُغایا، استعمار کی نمک حلالی اور مسلمانوں کی نمک حرامی کا موروثی کردار ادا کررہی ہے۔

ملک بھر میں اور خصوصاً کراچی میں علماء کی ٹارگٹ کلنگ ہورہی ہے۔ کیا علماء دین کو قتل کرکے اور انہیں راستے سے ہٹا کر دین کی دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس اور احیاء وبقا کی جدوجہد ختم ہوجائی گی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ ''ہم کو معلوم ہے، ہم نشانے پہ ہیں''، لیکن حکمرانوں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ علماء اور دینی کارکنوں کا قتل اور خونِ ناحق، ڈرون حملوں میں بے قصور عوام کا مسلسل قتلِ عام، اس کا وبال حکمرانوں پر ہی پڑے گا۔ حکمران یاد رکھیں وہ دن دور نہیں بہت قریب ہے پھندا ان کے گلے میں بھی پڑنے والا ہے۔ اللہ کی دھرتی پر اللہ کے صالح بندوں کے قاتلوں کو کھلی چھوٹ دینے والے یقیناً اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ پھر انہیں بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

دینی جماعتوں اور دینی مدارس کے ذمہ داران کے لمحۂ فکریہ ہے اکیلے اکیلے مرنے سے بہتر ہے کہ سب مل کر اللہ کے دشمن کے مقابلے میں ثبات اور قیام کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں مرجائیں......اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے۔

مولانا محمد اسلم شیخوپوری، مولانا سید محمد محسن شاہ اور مولانا نصیب خان رحمہم اللہ تو اپنے حصے کا کام کرگئے۔ وہ اپنا قرض اتار کر اپنے پیش رو وشہداء سے جا ملے۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں زندگی کیسے گزارنی ہے حالات کی کٹھنائی اب نرم راستوں کی طرف گامزن ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس راہ پر چلنے والے یا چلنے کا ارادہ رکھنے والوں کو اپنے فیصلے ابھی کرلینے چاہئیں ورنہ ہوسکتا ہے کہ پیش آمدہ حالات کی رفتار ایسی تیز ہو کہ سوچنے اور فیصلہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔

کارِ جنوں دشوار سہی
کچھ تو کرو، انکار سہی

❁❁❁

قادیانی تسلط اور چودھری احمد یوسف قتل کیس!

عبداللطیف خالد چیمہ

قادیانی جماعت رائل فیملی کے جبر وتسلط کو قائم رکھنے کے لیے ماضی سے اب تک کیا کچھ کرتی چلی آرہی ہے یہ ایک مستقل تفصیل ہے اور ساتھ ساتھ مرتب بھی ہورہی ہے۔ ۱۵/مارچ ۲۰۱۱ء کو چناب نگر میں روزنامہ ''اوصاف'' اور روزنامہ ''اُمت'' کے نمائندے رانا ابرار حسین چاند کو ریلوے پھاٹک چناب نگر کے قریب قادیانیوں نے شہید کیا اس کا جرم کیا تھا؟ اس بارے ہم انہی صفحات پر تفصیل سے لکھ چکے ہیں کہ رانا ابرار حسین چاند، قادیانی غنڈہ گردی، قتل وغارت گری، متوازی عدالتی نظام پر مسلسل لکھ رہے تھے۔ شہید کا قادیانی احمد یوسف سے رابطہ تھا۔ احمد یوسف قادیانی ہونے کے باوجود قادیانی جبر وتشدد کے خلاف تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اندر بیٹھ کر اختلاف کرتا۔ جب اس کے اختلاف کو کوئی اہمیت نہ دی گئی تو اُسے دبایا گیا، ٹارچر کیا گیا جس پر اُسے احساس ہوگیا کہ قادیانی قیادت اب اُسے راستے سے ہٹادے گی۔ چنانچہ اُس نے ڈی آئی جی فیصل آباد سے لے کر ایس ایچ او چناب نگر تک کو لکھ کر بھیجا کہ ''مجھے قادیانی جماعت سے خطرہ ہے اور اگر مجھے کوئی نقصان ہوا تو ذمہ دار قادیانی قیادت ہوگی۔ ۴ اور ۵/اکتوبر ۲۰۱۱ء کی درمیانی شب قادیانی قیادت نے احمد یوسف کو قتل کرایا اور چناب نگر سابق ربوہ کی تاریخ کے مطابق اِسے چھپانے کے لیے ہر حربہ اختیار کیا۔ پولیس افسران کو خریدا گیا، کچھ باخبر حلقوں نے صورتحال پر گہری نظر رکھی اور ساتھ ساتھ حکمت عملی طے ہوتی رہی۔ کیوں؟ اس لیے کہ مقتول قاتلوں کے مقابلے میں مظلوم تھا اور اُس نے علانیہ کہا تھا کہ رانا ابرار حسین شہید کے بعد اب میری باری ہے۔ امسال ۱۲/ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ (۵/فروری ۲۰۱۲ء) کو ''ایوانِ محمود'' کے سامنے ہم نے سرکاری انتظامیہ کو انتباہ کیا کہ وہ ماسٹر عبدالقدوس سمیت تمام قادیانی ملزمان کو قانون کے مطابق گرفتار کرے اور پولیس اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائے۔ بعدازاں ماسٹر عبدالقدوس سے پولیس نے تفتیش کی (تفصیل جناب سیف اللہ خالد کی روزنامہ ''اُمت'' کراچی میں طبع شدہ رپورٹ میں موجود ہے جو شاملِ اشاعت ہے) قادیانی دھمکیوں کے باوجود احمد یوسف کے ورثا نے اس مقدمہ کی پیروی کا فیصلہ کیا ہے اور ۱۹/مئی ۲۰۱۲ء ہفتہ کو ڈی پی او چنیوٹ کے پاس ایک طرف مقتول احمد یوسف کی بیٹی نجمہ محمود اور بیٹے احمد سیف تھے تو دوسری طرف میجر سعدی، سلیم الدین، مرزا خورشید کا بیٹا اور سیکرٹری جماعت عتیق الرحمٰن تھے۔ بعدازاں ۲۶/مئی کو پھر ڈی پی او کے پاس تفتیش تھی جس میں قادیانی قیادت کے مدمقابل احمد یوسف کے بیٹے احمد سیف اور احمد انیس یوسف تھے، پولیس سے تفتیش تبدیل ہوکر کرائمز برانچ منتقل ہوگئی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ پولیس نے بہت تاخیر سے ملزمان کو شامل تفتیش کیا ہے اصل میں تو ملزمان کا گرفتار کیا جانا ضروری ہے اب بھی شدید خطرہ ہے کہ قادیانی اپنے اثر ورسوخ سے تفتیش پر اثر انداز ہونے کی کوشش کریں گے، پولیس کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہیے اور وہ نظر بھی آنی چاہیے۔

یہ وقت ہے کہ دینی جماعتیں، تحفظ ختم نبوت محاذ کی تنظیمیں اور سرکردہ شخصیات صورتحال کو قریب سے دیکھیں اور قادیانی طریقۂ واردات کو سمجھیں کہ قادیانی اپنے مخالفین کے علاوہ اختلاف کرنے والوں کو بھی راستے سے کس طرح ہٹادیتے ہیں۔ کیا انسانی حقوق کی ملکی وبین الاقوامی تنظیمیں اور ہمارا میڈیا اس صورتحال کا نوٹس لے گا؟ کیا چناب نگر میں قانون کی حکمرانی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا؟ ہم سب کو سنجیدگی کا عملی مظاہرہ کرنا چاہیے۔

قادیانی جماعت کی سالانہ رپورٹ

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

قادیانی جماعت ہر سال پاکستان میں قادیانیوں کے حوالے سے ایک سالانہ رپورٹ جاری کرتی ہے۔ یہ رپورٹ آزاد ذرائع سے حاصل کردہ معلومات کی بجائے قادیانی جماعت کے اپنے ذرائع پر مبنی اعداد وشمار سے تیار کی جاتی ہے اور پھر اِسے ملکی اور غیر ملکی میڈیا کو جاری کردیا جاتا ہے۔ حال ہی میں 2011ء کے حالات وواقعات پر مشتمل ایسی ہی ایک رپورٹ منظرِ عام پر آئی ہے۔ جسے قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین نے 2رمئی 2012ء کو چناب نگر سے جاری کیا ہے۔ رپورٹ کا مکمل متن قادیانیوں کے ترجمان ہفت روزہ ''لاہور'' کی 5رمئی 2012ء کی اشاعت میں شامل کیا گیا ہے۔

رپورٹ میں گزشتہ سال کے دوران پاکستان میں حکومت اور پاکستانی مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانیوں کے ساتھ ''ناروا سلوک''، ''ظلم وستم'' اور قادیانیوں کے خلاف ''نفرت وتشدد'' کی کھلے عام تشہیر کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ملک بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت پھیلانے والے پمفلٹس، بینرز، سٹیکرز اور کیلنڈرز تقسیم کیے گئے۔ لوگوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف بائیکاٹ پر اُکسایا گیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ احمدیوں کے حوالے سے کی گئی امتیازی قانون سازی کی بناء پر حکومت نے انتہا پسندوں کے خلاف گھٹنے ٹیک دیے ہیں۔ رپورٹ میں 1984ء کے قانون امتناع قادیانیت کو اِمتیازی قانون اور اِسے پاکستان کے آئین کی روح کے منافی قرار دیتے ہوئے اِس قانون کو اَحمدیوں کے تمام حقوق کے منافی قرار دیا گیا ہے۔ گزشتہ سال کے دوران قادیانیوں پر قاتلانہ حملے، قتل اور قادیانیوں کو تشدد کا نشانہ بنانے کے اعداد وشمار بھی اس مختصر رپورٹ کے اہم مندرجات ہیں۔

قادیانیوں کی یہ رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ انہیں پاکستان کے امتیازی قوانین کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے اور وہ اِس کی بنیاد 1984ء میں صدر ضیاء الحق کے جاری کردہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کو بتاتے ہیں کہ جسے بعد میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے منظور کرکے قانون کا درجہ دے دیا تھا۔ اس قانون کے تحت قادیانی اسلامی شعائر استعمال کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ کوئی قادیانی مرزا قادیانی کے جانشینوں یا ساتھیوں کو امیر المومنین یا صحابہ، اس کی بیوی کو ام المومنین، اس کے خاندان کے افراد کو ''اہل بیت'' اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتا، قادیانی مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے عقیدے کی تبلیغ نہیں کرسکتا اور اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

جب تک کوئی بھی فرد اِس قانون کی منظوری کے پس منظر اور اس کے اصل محرکات سے واقف نہ ہو، اس وقت تک وہ قادیانیوں کے یک طرفہ پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس قانون کو امتیازی اور متعصّبانہ قانون کے مترادف سمجھے گا۔ اس قانون کے پس منظر کو سمجھنے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے ماضی کے اوراق پلٹنے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ قادیانی گروہ ہی ہے کہ جس نے ابتدا میں ہی اپنے آپ کو امت مسلمہ سے الگ کر لیا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو گویا اس نے اپنے اس دعوے کے ساتھ ہی اپنے پیروکاروں کو امت مسلمہ کے مجموعی دھارے (MAIN STREAM) سے الگ کر لیا تھا، کیونکہ علامہ اقبالؒ کے بقول نیا نبی تسلیم کر لینے سے امت بھی بدل جاتی ہے۔ اس لیے قادیانی اسلام کے دائرے سے خود ہی نکل گئے، دراصل ختم نبوت اسلام کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امت محمدیہ میں جو پہلا اجماع ہوا تھا، وہ اسی مسئلہ پر ہوا تھا کہ جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، اس کو قتل کر دیا جائے۔ اسی کے پیش نظر مدعیٔ نبوت مسیلمۂ کذاب کے خلاف سیّدنا ابوبکر صدیقؓ نے لشکر کشی فرمائی تھی اور مسیلمۂ کذاب کو قتل کر دیا گیا تھا۔

مرزا قادیانی نے آگے چل کر مسلمانوں اور قادیانیوں میں مزید حد فاصل کھینچ دی اور اپنے ماننے والوں یعنی قادیانیوں کے سوا تمام لوگوں یعنی مسلمانوں کو نہ صرف کافر، بلکہ اولا دالزنا کے القابات دیے۔ حوالہ کے لیے دیکھیے مرزا کی کتاب ''آئینۂ کمالات'' صفحہ 548 ''روحانی خزائن''، جلد 5 صفحہ 548۔ علامہ محمد اقبال نے اپنے اس شعر میں اِسی طرف اشارہ کیا ہے کہ

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ مومنِ پارینہ ہے، کافر

تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے بعد مسلمانوں سے میل جول رکھنے، رشتے ناطے کرنے، مسلمانوں کی اقتدا میں نماز ادا کرنے اور اُن کے جنازے، چاہے وہ معصوم بچوں کے ہی کیوں نہ ہوں، پڑھنے سے قادیانیوں کو روک دیا گیا۔ جو اُن کا مسلمانوں سے اپنی راہیں الگ کرنے کا ابتدائیہ تھا۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی قادیانی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور وہ دھڑلے سے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلانے پر مصر رہے اور اسلامی شعائر کو بے دریغ استعمال کرنے اور اپنی تبلیغ کرنے اور ارتداد پھیلانے سے نہ رکے تو مسلمانوں نے اُن کی اس فریب دہی اور دھوکے بازی کو ظاہر کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام کی قیادت میں اُن کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر دیا اور امت مسلمہ پر اُن کے اسلام سے متصادم عقائد و نظریات آشکارا کر کے یہ حقیقت عیاں کر دی کہ قادیانی امت مسلمہ کا ایک فرقہ نہیں، بلکہ وہ ایک الگ مذہب کے حامل اور قادیانی گروہ ہے۔ قادیانی مسلمان بن کر عالم اسلام کو دھوکے میں مبتلا کیے ہوئے تھے اور بالخصوص پاکستان اُن کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ اس لیے مسلمانوں کے دیرینہ مطالبے کی تکمیل پہلے ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں ہوئی۔ جب

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کی توثیق کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور پھر 26 اپریل 1984ء کو صدر محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکنے کے احکامات جاری کر دیے۔ یہ پاکستان کی تاریخ کے زریں دستوری فیصلے تھے کہ جن کے اثرات پوری دنیا پر پڑے اور ہر خطے میں قادیانیوں کا تشخص واضح ہوتا چلا گیا۔

یہ عجیب بات ہے کہ قادیانیوں نے خود کو اُمت مسلمہ سے الگ کر کے اپنی علیحدہ حیثیت خود متعین کی اور جب اُن کی اس حیثیت کو پاکستان کے دستور میں طے کر دیا گیا تو اب وہ اسے تسلیم کرنے کی بجائے اس دستوری حیثیت کو امتیازی قانون سے تعبیر کر کے اپنی نام نہاد مظلومیت کا ڈرامہ رچاتے ہیں۔ قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم تصور نہیں کرتے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ اس طرح وہ دستوری فیصلہ کو تسلیم نہ کر کے آئین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ ووٹر لسٹوں میں بھی بحیثیت غیر مسلم اپنا اندراج نہیں کراتے اور اپنا عقیدہ چھپا کر اکثریت یعنی مسلمانوں کے تمام حقوق کو غصب کرنے میں مصروف ہیں۔ چاہے وہ ملازمتیں ہوں یا دیگر مراعات۔ جھگڑا تب پیدا ہوتا ہے، جب ایک فریق غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے دوسرے فریق کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور پھر اپنی مظلومیت کا واویلا بھی کرتا ہے۔ اگر قادیانی اپنی دستوری حیثیت کو مان لیں تو وہ اقلیتوں کو حاصل تمام سہولیات اور حقوق سے نفع اٹھا سکتے ہیں اور امن وامان کے مسائل بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

قادیانی رپورٹ میں مسلمانوں کے قادیانیوں پر ''مظالم'' کا تذکرہ بڑی شدومد سے کیا گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس رپورٹ میں حقیقت کے اظہار سے زیادہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے اور بالفرض اس کو مان بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ حقیقت اپنی جگہ پر بدستور باقی رہتی ہے کہ قادیانیوں کو درپیش مسائل کی بنیادی وجہ خود قادیانی ہی ہیں۔ اگر وہ اپنی دستوری حیثیت کے دائرۂ کار تک محدود رہتے تو انہیں کبھی مسلمانوں سے شکایت پیدا نہ ہوتی۔ مسلمانوں نے تو اب تک ان کے ساتھ رواداری کی انتہا کی ہے، لیکن اس کے برعکس قادیانی جماعت شروع سے ہی دہشت گردانہ پالیسی پر شدت سے کاربند رہتی چلی آ رہی ہے۔ مرزا قادیانی کے جانشین مرزا بشیر الدین کا دور بدترین دہشت گردی سے ملوث رہا ہے۔ اُس کے زمانہ میں قادیان کے مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں پر بے پناہ مظالم توڑے گئے اور یہ شدت پسندی صرف ان غیر مذاہب تک ہی محدود نہ رہی، بلکہ خود قادیانی بھی اس منتقمانہ پالیسی کا شکار ہوئے۔ عبدالکریم مباہلہ، مظہر الدین ملتانی اور عبدالرحمٰن مصری جیسے مخلص قادیانی، قادیانی جماعت کے قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنے۔ عبدالکریم اور مصری کو قادیان چھوڑنا پڑا اور مظہر الدین ملتانی قاتلانہ حملے کے بعد قادیان میں ہی دم توڑ گیا تھا۔ قادیانیوں کے ایک رہنما محمد علی (لاہوری) نے مرزا بشیر الدین سے اختلاف کی جسارت کی تو اُسے اپنے ساتھیوں سمیت قادیان بدر ہو کر لاہور میں پناہ گزین ہونا پڑا تھا۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران قادیانیوں نے فوجی وردیاں پہن کر ختم نبوت کے پروانوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دیے تھے اور وہ بھی

قادیانی ہی تھے کہ جنہوں نے 1974ء میں ربوہ (چناب نگر) سے گزرنے والی ٹرین پر حملہ کر کے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے درجنوں طلباء کو شدید زدوکوب سے زخمی کردیا تھا اور یہی خونچکاں واقعہ تحریک ختم نبوت کی اساس بن گیا تھا۔

قادیانی ترجمان سلیم الدین نے 2011ء میں قادیانیوں پر ہونے والے ’’مظالم‘‘ کی دہائی دی ہے، لیکن انہیں چناب نگر کے مسلمان صحافی رانا ابرار شہید کا چناب نگر کے بازار میں 15 / مارچ 2011ء کو دِن دیہاڑے مظلومانہ قتل عمداً یاد نہ رہا اور وہ اس شہید صحافی کا ذکر کرتے بھی کیسے، کیونکہ رانا ابرار، قادیانی جماعت کے چناب نگر میں قائم متوازی عدالتی نظام اور بلوچستان میں قادیانی شہر بسانے کے منصوبوں کے حوالے سے قادیانی سازشوں کو دلیری سے میڈیا کے ذریعے بے نقاب کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں قادیانیوں کے مظالم سے تنگ آ کر خود قادیانی عوام بھی چناب نگر کے ایک قادیانی احمد یوسف کی قیادت میں بغاوت پر اُتر آئے۔ چونکہ چناب نگر میں قادیانیوں نے ریاست کے اندر ریاست بنا رکھی ہے۔ اس لیے انھوں نے تمام سرکاری محکموں کی طرح اپنے محکمہ جات قائم کیے ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک سرکاری عدالتوں کے متوازی قادیانی عدالتوں کا نظام بھی ہے۔ چودھری احمد یوسف اُن دیگر اہم انکشاف انگیز معلومات سمیت قادیانی متوازی عدالتوں کے بارے میں اہم خبریں رانا ابرار شہید کے ذریعے میڈیا تک پہنچا رہا تھا۔ جس سے قادیانیوں کے قصر خلافت میں بھونچال آیا ہوا تھا۔ جب رانا ابرار شہید کو راستے سے ہٹا دیا گیا تو پھر احمد یوسف کو بھی 4 اور 5 / اکتوبر 2011 کی درمیانی رات کو قادیانیوں نے ٹھکانے لگا دیا۔ احمد یوسف نے زندگی میں ہی قادیانی جماعت کے ذمہ داران کو اپنا قاتل نامزد کر دیا تھا جو کہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ چودھری احمد یوسف کی بیٹی نجمہ نے ایک ویب سائٹ ’’احمدی آرگ‘‘ پر اپنے انٹرویو میں احمد یوسف کے قتل کا ذمہ دار قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین اور میجر سعدی قادیانی کو قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے والد کے قتل کو چھپانے کی خاطر واردات کے بارے میں پولیس کو معلومات فراہم کرنے والے ماسٹر عبدالقدوس (قادیانی) کو بھی مار دیا گیا ہے۔ اسی طرح 20 / اکتوبر 2011ء کو ضلع گجرات کے قصبہ گولیکی میں مسلح قادیانیوں نے تحریک ختم نبوت کے ایک متحرک کارکن ماسٹر سرفراز احمد سندھو کو شہید کیا۔ ایسی ہی دہشت گردانہ کارروائیاں قادیانی کھلم کھلا کر رہے ہیں اور الزامات مسلمانوں کے سر پر منڈھ رہے ہیں۔ دراصل جب تک ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتیں مسلمانوں کے حقوق کی پامالی اور قادیانیوں کی دہشت گردانہ کارروائیوں کی سالانہ رپورٹ مرتب کر کے پاکستانی اور بین الاقوامی پریس کو جاری کرنے کا اہتمام نہیں کرتیں، کبھی حقائق منظر عام پر نہ آسکیں گے اور قادیانیوں کے یک طرفہ اور جانبدارانہ پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر عالمی سطح پر پاکستان میں نام نہاد انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر مبنی رپورٹیں شائع ہوتی رہیں گی اور پاکستان کا امیج دنیا میں دھندلایا جاتا رہے گا۔

قادیانی جماعت کی پاکستانی قیادت......قتل کیس میں نامزد

سیف اللہ خالد

پاکستان میں ریاست کے اندر ریاست، چناب نگر میں قادیانی جماعت کے باغی چوہدری احمد یوسف کا قتل قادیانی جماعت کو مہنگا پڑتا دکھائی دے رہا ہے۔ مقتول کے ورثاء نے قادیانی جماعت کے ناظر اعلیٰ مرزا خورشید احمد، ناظر امور عامہ سلیم الدین، نائب ناظر امور عامہ میجر (ر) سعدی (انچارج سیکورٹی فورسز اور انٹیلی جنس)، اللہ بخش (سابق صدر عمومی)، مربی صوبیدار عبدالستار، عبدالحنان اور ذیشان علوی کو نامزد کیا ہے، جبکہ ڈی پی او نے ان افراد کو ۱۹ مئی کو پیش ہونے کا حکم دیا ہے۔ جبکہ قادیانی جماعت کے سربراہ اور پاکستان سے دہشت گردی کے ایک مقدمے میں مفرور مرزا مسرور احمد کی جانب سے ماسٹر عبدالقدوس کے قتل کا ریاست پر الزام بھی جھوٹا نکلا۔ ماسٹر عبدالقدوس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ میں تشدد ثابت نہ ہوسکا ہے۔ کیمیکل ایگزامنر کی رپورٹ کو اپنے حق میں کروانے کی خاطر قادیانی جماعت کے ذمہ داران سرگرم ہوگئے۔

چناب نگر کے قادیانی مرکز میں اُمّت کے ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ احمد یوسف قتل کیس میں حالیہ پیش رفت نے قادیانی جماعت کو پریشان کر دیا ہے اور دو نامزد ملزم اللہ بخش اور میجر سعدی ۱۲ر جون ۲۰۱۲ء کو پاکستان سے فرار ہونے کی تیاری میں ہیں۔ چنیوٹ پولیس سے دستیاب اطلاعات کے مطابق چودھری احمد یوسف قتل کیس میں نامزد ملزم ماسٹر عبدالقدوس، جس کے حوالے سے مرزا مسرور نے ۶ر اپریل کے اپنے خطبے میں بھی تسلیم کیا ہے کہ ''وہ چناب نگر میں نائٹ سیکورٹی انچارج تھا اور خدام (قادیانی سیکورٹی فورس) کو رات کے وقت چائے بنا کر دیتا تھا۔'' اسے پولیس نے احمد یوسف کے ورثاء کے نامزد کرنے پر گرفتار کیا گیا۔ مگر قادیانی جماعت کے زیرِ اثر ایس ایچ او نے اس سے کسی طرح کی تفتیش کرنے کی زحمت نہیں کی اور نہ ہی اس کی گرفتاری ڈالی۔ البتہ جب تھانے کا ایس ایچ او تبدیل ہوا اور اس نے تفتیش کی نگرانی شروع کی تو ماسٹر عبدالقدوس نے، جو کہ گردوں کا مریض تھا۔ تفتیش کرنے والے سب انسپکٹر سے ایک ڈیل کی اور کہا کہ وہ اس میں براہِ راست ملوث نہیں ہے۔ البتہ وہ قتل کی سازش سے آگاہ ہے۔ اگر اسے مقدمے میں ملوث نہ کیا جائے تو وہ قتل کی تمام تفصیلات سے آگاہ کرنے کو تیار ہے۔

پولیس ذرائع کے مطابق ماسٹر عبدالقدوس نے بتایا کہ چونکہ روزنامہ اُمّت کے نمائندے رانا ابرار چاند کے قتل کیس کے سلسلے میں چودھری احمد یوسف کے پاس شواہد آ چکے تھے اور وہ قادیانی جماعت کے خلاف مسلسل کام کر رہے تھے

لہٰذا انہیں راستے سے ہٹانے کا منصوبہ بنایا گیا جس میں مقتول کے بیٹے سمیت ۳ قریبی رشتے داروں کے علاوہ کراچی، بورے والہ اور سرگودھا کی تین قادیانی لابیوں کو بھی شریک کیا گیا اور منصوبہ بندی کے تحت اس رات اس علاقے میں فورسز کا پہرہ نہیں لگایا گیا اور اس قتل کی ہدایات براہِ راست قادیانی جماعت کے صدر عمومی اللہ بخش (جنہیں اب تبدیل کر دیا گیا ہے) اور میجر سعدی نے دیں اور قتل کے بعد ملزموں نے عبدالقدوس کے ذریعے ہی صدر عمومی کو آپریشن مکمل کرنے کی اطلاع دی۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ مسلسل پولیس کی تحویل میں رہنے کے سبب ملزم جو کہ پہلے ہی گردوں کا مریض تھا، کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی لہٰذا اس ضمانت پر کہ وہ اس مقدمے میں گواہ بننے کو تیار ہے، اسے ۲۶/ مارچ کو رہا کر دیا گیا۔

ذرائع کا دعویٰ ہے کہ ملزم ماسٹر عبدالقدوس نے رہائی کے بعد قادیانیوں کے اپنے اسپتال فضل عمر میں اپنا چیک اپ کروایا اور قادیانی جماعت نے اسے وہیں داخل بھی کرا دیا۔ مقتول احمد یوسف کی بیٹی نجمہ محمود نے اپنے انٹرویو میں الزام عائد کیا ہے کہ ماسٹر عبدالقدوس کو قادیانی جماعت نے خود اپنے اسپتال میں رکھ کر قتل کیا ہے تاکہ ثبوت ختم ہو جائے۔ دوسری جانب قادیانی جماعت کے صدر دفتر میں اُمّت کے ذریعے نے انکشاف کیا ہے کہ ماسٹر عبدالقدوس کی رہائی کے بعد میجر سعدی اور سلیم الدین نے اس سے ملاقات کی تھی اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ماسٹر نے انہیں کیا کہا، مگر اس کے فوراً بعد اسے قادیانی اسپتال کے شعبہ ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں انتہائی کڑی نگرانی میں منتقل کر دیا گیا جہاں کسی قادیانی کو بھی اس سے ملاقات کی اجازت نہیں تھی۔ البتہ جماعت کی اعلیٰ قیادت نے اس سے ملاقاتیں ضرور کیں اور اچانک ۳۰/ مارچ کو ماسٹر عبدالقدوس کی موت کا اعلان کر کے پولیس کے خلاف تشدد سے قتل کا مقدمہ درج کروا دیا گیا۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ قادیانی جماعت کی قیادت ایک تیر سے دو شکار کرنے کے چکر میں تھی۔ ایک طرف ماسٹر عبدالقدوس کی صورت میں ثبوت ختم ہوا دوسری جانب چودھری احمد یوسف قتل کیس میں تفتیش کرنے والے سب انسپکٹر اور ان کی ٹیم کو قتل کے مقدمے پھنسا دیا گیا اور انہیں صفائی کا موقع بھی فراہم نہیں کیا گیا۔

اس حوالے سے تھانہ چناب نگر کے ایک ذریعے نے اُمّت کو بتایا کہ تفتیشی ٹیم نے ماسٹر عبدالقدوس سے ملنے والی معلومات کو مقدمے کی انکوائری رپورٹ کا حصہ بنا دیا ہے۔ اس لیے اب جو بھی اس مقدمے کی میرٹ پر تفتیش کرے گا وہ ملزموں تک پہنچ جائے گا تاہم مقتول احمد یوسف کی بیٹی نے اُمّت سے اپنے انٹرویو میں سوال اٹھایا ہے کہ اگر ملزم ماسٹر عبدالقدوس واقعی پولیس تشدد سے مارا گیا ہے تو قادیانی جماعت نے چار روز تک اسے اپنے اسپتال میں چھپا کر کیوں رکھا۔ اس سرکاری اسپتال میں کیوں داخل نہیں کرایا گیا؟ اور تشدد کا مقدمہ درج کروانے کی خاطر مجسٹریٹ کی عدالت میں بیان کیوں نہیں ریکارڈ کروایا گیا۔ اس حوالے سے قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین سے بار بار رابطے بعد مختصر سی بات چیت ممکن ہو سکی۔ سلیم الدین نے تمام الزامات کو جھوٹ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی جماعت کی خواہش ہے کہ احمد یوسف کے قتل کے ملزم بے نقاب ہوں وہ مزید سوالوں کے جواب دینے کو تیار نہیں تھے۔ دوسری جانب قادیانی جماعت

نے مرزا عبدالقدوس کو قادیانی جماعت کا ہیرو قرار دیتے ہوئے قادیانی سربراہ مرزا مسرور نے پاکستان کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور الزام عائد کیا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور ماسٹر عبدالقدوس کو پولیس نے تشدد کر کے قتل کیا ہے۔ مرزا مسرور نے کہا کہ ''قدوس کو روزانہ ۲۵ چھتر مارے جاتے تھے'' جبکہ ابتدائی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق ماسٹر عبدالقدوس کے جسم پر تشدد کا کوئی نشان نہیں پایا گیا۔ دریں اثنا قادیانی جماعت نے ایک مہم کے تحت تمام قادیانیوں کو انگریزی میں لکھا ہوا ایک خط ارسال کیا ہے جس میں پاکستان کے خلاف شدید قسم کا پروپیگنڈا کیا گیا ہے اور قادیانیوں کو کہا گیا ہے کہ وہ یہ خط انسانی حقوق کی تمام تنظیموں، صدر پاکستان، وزیرِ اعظم اور چیف جسٹس کو ارسال کریں۔

مقتول احمد یوسف کی صاحبزادی نجمہ محمود نے اُمّت سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی جماعت نے رانا ابرار کا قتل چھپانے کی خاطر اس کے والد چودھری احمد یوسف کو قتل کروایا اور چودھری احمد یوسف کا قتل چھپانے کی خاطر ماسٹر عبدالقدوس کو مروا دیا۔ اب ان کی جان کو بھی خطرہ ہے اور دو مرتبہ مشکوک لوگ ان کے گھر میں گھسنے کی کوشش بھی کر چکے ہیں۔ نجمہ محمود نے کہا کہ اگر مجھے یا میرے بھائی کو، جو اس مقدمے کے مدعی ہیں، کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری قادیانی جماعت کی قیادت پر ہوگی۔ نجمہ محمود نے اپنے والد کے قاتلوں کو سزا دلوانے کے لیے اور قادیانی جماعت کے ظلم سے بچانے کی خاطر تمام مسلمانوں سے مدد کی اپیل بھی کی ہے۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی۔ ۱۸؍مئی ۲۰۱۲ء)

وہاب فین
فلک الیکٹرک سٹور
گری گنج بازار، بہاول پور
پروپرائیٹر فلک شیر
0312-6831122

امریکی سفارت خانہ اور قادیانی......ایک لمحہ فکریہ

قاضی محمد یعقوب

قارئین کرام! روزنامہ ''جناح'' اسلام آباد ۷؍مئی ۲۰۱۲ء میں ملک کے ایک معروف صحافی و کالم نگار اور عقیدۂ تحفظ ختمِ نبوّت کی فکر رکھنے والے جناب خوشنود علی خان نے اپنے کالم ''نا قابلِ اشاعت'' میں امریکہ قادیانی گٹھ جوڑ سے وطن عزیز پاکستان کو درپیش و آمدہ بھیانک خطرات اور امریکہ کی زیرِ سرپرستی قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور ملک کے خلاف مکروہ، مذموم و تشویش ناک غدارانہ سرگرمیوں سے اپنی جس جرأت مندانہ غیرت ایمانی اور جذبۂ حُب الوطنی سے سرشار ہونے کی بنا پر اہل وطن کو بروقت آگاہ کیا ہے وہ انتہائی قابلِ تعریف و قابلِ داد ہے۔ اور ہر پاکستانی محمدی مسلمان کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔

جناب کالم نگار رقم طراز ہیں:

> ''مجھے ذاتی طور پر امریکی سفارت خانے کو ۱۱۴۸ یکڑ زمین دینے پر بے پناہ اعتراض ہے کیونکہ اسلام آباد والوں کے لیے قبرستان تنگ پڑ گئے ہیں۔ نیا قبرستان بھی بھرنے والا ہے۔ سی ڈی اے نے اس کے لیے تو زمین اسلام آباد کے وسط میں الاٹ نہیں کی۔ جبکہ فیصل سخی بٹ (وزیراعظم کی اسلام آباد کے لیے ٹاسک فورس کے سربراہ) کے پاس ان کاموں کے لیے وقت نہیں۔ البتہ کھوکھوں اور پلاٹوں پر ان کی بڑی نظر ہے۔ ان کا یہ دور شاید غیر قانونی الاٹمنٹس کے حوالے سے اسلام آباد سی ڈی اے کا بدترین دور ہوگا۔ خیر مجھے تو اصل اعتراض یہ ہے کہ اسی امریکی سفارت خانے سے پاکستانیوں کو مارنے کی پلاننگ ہوگی۔ اور ہم اس کے لیے اُنہیں Facilitate (یعنی سہولت فراہم) کر رہے ہیں۔ لیکن میرا اصل اعتراض اس سے کہیں سخت بھی ہے اور اہم بھی۔ کیونکہ امریکیوں نے اس حصے کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے جو ۲۰۰ کے قریب لوگ رکھے ہیں۔ ان میں سپروائز رسمیت سارے قادیانی (غیر مسلم) ہیں۔ اس سے ایک اور خبر پر یقین آجاتا ہے کہ امریکی پاکستان کی تباہی کے لیے قادیانیوں کو ٹول کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔''

قارئین محترم! جھوٹے مدعی نبوّت اور انگریز سامراج کے خاندانی وفادار مرزا قادیانی کے اپنے بقول وہ ''انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے'' کی بنا پر اُس کو ماننے والے تمام قادیانی شروع دن سے ہی تمام دنیائے کفر یہود و نصاریٰ کے وفادار ایجنٹ، جاسوس اور آلہ کار ہیں۔ اور محترم کالم نگار کے اس چونکا دینے والے انکشاف کہ جس کی تردید میں ابھی تک کسی طرف سے بھی کوئی باضابطہ تردیدی بیان کسی اخبار میں بھی شائع نہیں ہوا۔ اس انکشاف کی تائید میں مزید ۲ نا قابلِ تردید تاریخی ثبوت پیش خدمت ہیں۔

ا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو جانتے تھے کہ قادیانیوں کو اگر غیر مسلم اقلیّت قرار دے دیا گیا تو اُنہیں امریکہ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ کیونکہ جب مرحوم بھٹو سربراہ مملکت کی حیثیت سے پہلی مرتبہ امریکہ کے دورے پر گئے تو امریکی صدر نے اُنہیں ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا سیکٹ (SECT) ۔ان کا آپ نے ہر لحاظ سے خیال رکھنا ہے۔ دوسری مرتبہ بھی جب امریکہ کے دورے پر گئے تو یہی بات دہرائی گئی۔ اس بات کا انکشاف اپنے اقتدار کے آخری ایّام میں یہ کہتے ہوئے کہا کہ ’’یہ بات میرے پاس امانت تھی۔ فقط ریکارڈ پر لانے کے لیے کہہ رہا ہوں‘‘ (بحوالہ کتاب ’’تحفظِ ختمِ نبوّت اہمیت وفضیلت‘‘ اشاعت سوم،ص:۲۱۶۔۲۱۷،از جناب محمد متین خالد)

۲۔ ماضی قریب میں امریکی سفارت کار مقیم لاہور ’’رچرڈ میکی‘‘ کے پُراسرار دورہ ربوہ پر جناب اختر خان صاحب کے تحریری مضمون کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے:

’’اُس وقت کے مجلس احرارِ اسلام کے مبلّغ اور جامع مسجد احرار (ربوہ کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد کا اس مذکورہ امریکی قونصلر کے دورِ ربوہ کے بارے میں اُن کا جو ایک اہم انٹرویو ہفت روز ’’تکبیر‘‘ کراچی ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا اس کی مزید تفصیلات جاننے کے لیے صاحبِ مضمون نے مولانا اللہ یار ارشد سے براہِ راست رابطہ کیا۔ جس پر مولانا صاحب نے بتایا کہ رچرڈ میکی کی ربوہ آمد کے جو مقاصد تھے:

ا۔ قادیانیوں اور امریکی حکومت کے درمیان بعض اختلافات ختم کر کے قادیانیوں کو دوبارہ امریکی ویزے کی اجرا کی نوید سنانا

۲۔ قادیانیوں کی مالی امداد کی بحالی اور قادیانیوں کے موجودہ بجٹ کا خسارہ پورا کرنا

۳۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے لیے قادیانیوں کی خدمات حاصل کرنا اور اس کے لیے مالی وسائل مہیا کرنا۔ (بحوالہ کتاب ’’قادیانی غداروں کی نشان دہی‘‘ ص:۹۶۔از جناب محمد طاہر عبدالرزاق صاحب)

آخر میں تحفظ عقیدہ ختمِ نبوّت کے پراونے عزت مآب جناب خوشنود علی خان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اُن کا از حد شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کی وساطت سے راقم سمیت تمام اہلِ ایمان مسلمانوں کو قادیانیوں اور امریکہ کے خطرناک وخوف ناک گٹھ جوڑ سے آگاہی حاصل ہوئی۔ اور حکومتی ذمہ داران اور تحفظ ختمِ نبوّت کے محاذ پر کام کرنے والی دینی جماعتوں مجلس احرارِ اسلام، مجلس تحفظ ختمِ نبوّت اور انٹرنیشنل ختمِ نبوّت سمیت تمام دیگر دینی وسیاسی جماعتوں کے محترم رہنماؤں سے توقع ہے کہ وہ اس مسئلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے ملک وقوم اور اسلام پر طاری اس کڑے وقت میں امریکی سازشوں کے سامنے مضبوط چٹان بن جائیں گے۔ اور منکرینِ ختمِ نبوّت قادیانیوں کی اسلام و ملک دشمن تمام مکروہ سازشوں کو ناکام بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

❁❁❁

لال مسجد شہداء کے ورثا کو دیت نہ دینے پر عدالت برہم

مرزا عبدالقدوس

۲ ؍اکتوبر ۲۰۰۷ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے اسلام آباد انتظامیہ اور وفاق کو حکم دیا تھا کہ جولائی ۲۰۰۷ء میں رونما ہونے والے سانحہ لال مسجد و جامعہ حفصہ کے شہدا کے ورثا کو دیت دی جائے اور شہید کی گئی جامعہ حفصہ کو تعمیر کیا جائے اور اس سانحہ کے ذمہ داران کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ ساڑھے چار سال گزرنے کے باوجود متعلقہ حکام نے ابھی تک اس فیصلے پر عمل درآمد نہیں کیا اور لال مسجد کے وکیل طارق اسد ایڈووکیٹ کے مطابق، عدالت کو مسلسل گمراہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ عدالت کے واضح احکامات کے باوجود نہ ایف آئی آر درج ہوئی اور نہ لال مسجد کے شہدا کے ورثا کو دیت ادا کی گئی ہے۔ ان دنوں یہ کیس ایک بار پھر ملک کی اعلیٰ ترین عدالت یعنی سپریم کورٹ آف پاکستان میں زیرِ سماعت ہے۔

وفاق پاکستان اور اسلام آباد انتظامیہ کی جانب سے ڈپٹی اٹارنی جنرل نے یہ مؤقف پیش کیا ہے کہ عدالت کے حکم کے مطابق سانحہ لال مسجد میں شہید ہونے والے معصوم افراد کو دیت کی رقم بیس لاکھ ادا کر دی گئی ہے۔ یہ معصوم افراد صرف تین تھے، جن میں سے ایک کا تعلق میڈیا سے تھا اور دو راہ گیر تھے۔ یہ تینوں افراد مسجد اور جامعہ کی حدود سے باہر سڑک پر شہید ہوئے، جبکہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے گیارہ افراد بھی شہید ہوئے تھے، ان کے ورثا کو بھی معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے۔ انتظامیہ نے اس مؤقف کا اظہار کیا کہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے اندر ایک سو سے زائد افراد مارے گئے، وہ دہشت گرد تھے اور معصوم نہیں تھے، اس لیے ان کے ورثا کو دیت ؍معاوضے کی ادائیگی نہیں کی۔ جس پر عدالت نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان افراد کے خلاف جن میں معصوم اور کم سن بچیاں بھی شامل ہیں اور مولانا عبدالعزیز کی اسّی سالہ بوڑھی والدہ بھی شامل ہیں، کن جرائم میں مقدمات درج ہیں، اور اگر ان شہید ہونے والوں میں سے کسی کے خلاف کسی بھی جرم میں کوئی ایف آئی آر درج ہے تو عدالت کے سامنے اس کے جرائم کا ریکارڈ کیوں پیش نہیں کیا جاتا اور تمام لوگوں کو بغیر کسی ثبوت کے مسلسل کیوں دہشت گرد قرار دیا جارہا ہے؟

اس وقت تھانہ آب پارہ اسلام باد میں باون شہدا کے ورثا کی جانب سے ایف آئی آر کے اندراج کے لیے درخواستیں جمع کرائی گئی ہیں۔ ابتدا میں صرف بارہ شہدا کے ورثا نے وفاق المدارس پاکستان کے مرکزی ترجمان مولانا عبدالقدوس محمدی اور عبدالقیوم ایڈووکیٹ کی وساطت سے ایف آئی آر کے اندراج کے لیے درخواستیں جمع کرائی تھیں۔

مولانا محمدی کے مطابق اب اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور جمعہ کو مزید چودہ شہدا کے ورثا نے ان سے ایف آئی آر کے اندراج کے لیے رابطہ کیا ہے۔ جن افراد کو سانحہ لال مسجد و جامعہ حفصہ میں ظالمانہ آپریشن کا تھانہ آب پارہ میں جمع کرائی درخواستوں میں ذمہ دار قرار دیا گیا ہے، ان میں اس وقت کے صدر ڈکٹیٹر پرویز مشرف، راولپنڈی کے اس وقت کے کور کمانڈر طارق مجید، ڈی جی رینجرز مہدی، قائم مقام آئی جی اسلام آباد شاہد ندیم بلوچ، چیف کمشنر اسلام آباد اور ڈپٹی کمشنر اسلام آباد جیسے انتظامی افسران کے علاوہ وزیر اعظم شوکت عزیز، وزیر داخلہ آفتاب شیر پاؤ، عمومی طور پر وفاقی کابینہ اور چودھری شجاعت حسین کا نام بھی شامل ہے کہ ان کو بھی شاملِ تفتیش کر کے اصل مجرموں کے بارے میں ملعومات حاصل کی جائیں۔ وفاق پاکستان نے اس پر گزشتہ سماعت کے موقع پر اس مؤقف کا اظہار کیا تھا کہ افواج پاکستان کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج نہیں ہوسکتا، اس لیے مقدمات درج نہیں کیے جا رہے۔ جمعہ کے روز دوران سماعت متاثرین کے وکلا نے بتایا کہ انہوں نے کور کمانڈر راولپنڈی کا نام حذف کر دیا ہے اور پرویز مشرف نے صدر پاکستان کے طور پر چونکہ اس آپریشن کا حکم جاری کیا اور اس کی گواہی چودھری شجاعت حسین، قاری حنیف جالندھری اور دیگر علما جو آپریشن کی رات آخری مرحلے تک مذاکرات میں شریک تھے، نے دی ہے۔ لہٰذا پرویز مشرف کا بڑے مجرم کے طور پر نام شامل کیا گیا ہے۔ ان سب کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے۔

اب اس کیس کی سماعت دو ہفتے کے لیے ملتوی کر دی گئی ہے اور معزز بنچ نے حکم دیا ہے کہ اگلی سماعت پر اس وقت کے قائم مقام آئی جی اسلام آباد شاہد ندیم بلوچ بذات خود عدالت میں پیش ہو کر جامع رپورٹ پیش کریں کہ لال مسجد میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق شہید ہونے والے ۱۰۳ خواتین و حضرات اور طالبات کون تھیں۔ اگر یہ سب دہشت گرد تھے تو ان کے جرائم کیا تھے۔ ان پر ماضی میں درج کرائے گئے مقدمات کی تفصیل کیا ہے اور کن وجوہات پر انہیں مجرم گردانتے ہوئے دیت کی رقم ان کے ورثا کو نہیں دی جا رہی۔

طارق اسد ایڈووکیٹ جو سب سے پہلے یہ مقدمہ لے کر معزز عدالت میں گئے ان کے مطابق، انتظامیہ جتنا بھی لیت و لعل سے کام لے آخر انہیں عدالت کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ایف آئی آر درج کرنا پڑے گی اور مجرم ضرور اسی عدالت کے کٹہرے میں بہت جلد کھڑے نظر آئیں گے۔ وفاق المدارس پاکستان کے مرکزی ترجمان مولانا عبدالقدوس محمدی کے مطابق، انتظامیہ معاملات کو گڈ مڈ کرنے کی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہے۔ عدالت جب دیت کی ادائیگی اور ایف آئی آر کے اندراج پر اس کی جواب طلبی کر رہی تھی اور اس سوال کا جواب طلب کیا جا رہا تھا کہ سی ڈی اے نے عدالت کے واضح احکامات اور وعدے کے باوجود جامعہ حفصہ کیوں اسی جگہ پر تعمیر نہیں کی، تو ڈپٹی اٹارنی جنرل نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مولانا عبدالعزیز نے عدالت سے باہر انتظامیہ سے معاہدہ کر لیا ہے اور چند کنال اراضی کی جگہ جو جامعہ حفصہ کی تھی، سے دستبردار ہو کر بیس کنال اراضی سیکٹر ایچ الیون میں لے لی ہے، جس کی مالیت کروڑوں روپے میں ہے، اس طرح

مولانا عبدالعزیز نے بھی توہینِ عدالت کی ہے۔ وفاق پاکستان کے نمائندے نے یہ تاثر دینے کی کوشش بھی کہ بیس کنال اراضی کی ملکیت یا رجسٹری نام کرانے پر جامعہ حفصہ یعنی مولانا عبدالعزیز/اُمّ حسّان اور وفاق المدارس پاکستان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بنچ کے ایک معزز رکن نے وفاق کے نمائندے کو تنبیہ کی کہ وہ معاملات کو گڈ مڈ کرنے کی کوشش نہ کریں، فی الحال ان سوالات کا جواب دیں جو ان سے طلب کیے جا رہے ہیں۔

خطیب لال مسجد مولانا عبدالعزیز کا اس بارے میں مؤقف یہ رہا ہے کہ انہوں نے کسی نئی محاذ آرائی سے گریز کی خاطر جامعہ حفصہ کی اصل جگہ چھوڑ کر ایچ الیون میں جگہ لینا منظور کیا۔ ان کو انتہائی مجبور کیا گیا تھا، کیونکہ وفاقی وزارت داخلہ کی جانب سے کہا گیا کہ لال مسجد سے متصل جگہ کے علاوہ وہ کہیں بھی جامعہ حفصہ کے لیے جگہ پسند کر لیں، انہیں دے دی جائے گی۔ جب ان کی بات نہیں سنی جا رہی تھی اور عدالتی فیصلے پر بھی برسوں عمل نہ ہوا تو طالبات کو مزید دینی تعلیم سے محروم ہونے سے بچانے کے لیے انہوں نے نئی جگہ قبول کی اور اب معاملات کو دوسرا رخ دیا جا رہا ہے کہ انہوں نے ڈیل کی، جو انتہائی قابل افسوس ہے۔

وفاق المدارس پاکستان کے مرکزی ترجمان عبدالقدوس محمدی کے مطابق انتظامیہ کا یہ تاثر دینا کہ مولانا عبدالعزیز اور وفاق کے درمیان جامعہ حفصہ کی جگہ کی ملکیت پر کوئی تنازعہ یا اختلاف ہے، بالکل بے بنیاد اور گمراہ کن پروپیگنڈہ ہے۔ وفاق مولانا عبدالعزیز کی مکمل حمایت کر رہا ہے اور اس کا مؤقف ہے کہ یہ تنازعہ قانون کے مطابق مولانا عبدالعزیز کی خواہش کے مطابق حل ہونا چاہیے۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی۔ ۲۶ رمئی، ۲۰۱۲ء)

☆☆☆

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37122981-37217262

خلیفۂ بلافصل رسول، امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعزیتی خطبہ

سید عطاء المنان بخاری

خلیفۂ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ بلافصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی تو فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے مکان سے باہر تشریف لے آئے اور فرمایا۔ **الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ.** آج خلافت نبوت کا انقطاع ہوگیا۔ اور پھر جس مکان میں سیدنا ابوبکر کا جسدِ خاکی تھا۔ اس کے دروازے پر کھڑے ہوکر مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا جو فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہونے کے علاوہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیّبہ کا ایک نہایت حسین وجمیل اور ایمان افروز مرقع بھی ہے۔ آپ نے فرمایا:

’’یرحمک اللّٰہ یا ابابکر کنت الف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وانسہ و مستراحہ و ثقتہ و موضع سرہ و مشاورتہ. کنت اول القوم اسلاماً واخلصھم ایماناً واشدھم یقیناً واخوفھم للّٰہ و اعظمھم غناءً فی دین اللّٰہ و احوطھم علی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم واحدبھم علی الاسلام وایمنھم علی اصحابہ واحسنھم صحبۃً واکبرھم مناقباً وافضلھم سوابق و ارفعھم درجۃً واقربھم وسیلۃً واشبھھم برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھدیاً وسمۃ و رافۃً و فضلاً و اشرفھم منزلۃً واکرمھم علیہ و اوثقھم عندہٗ فجزاک اللّٰہ عن الاسلام و عن رسولہ خیراً کنت عندہ بمنزلۃِ السمع والبصر صدّقت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین کذبہ الناس فسماک اللّٰہ عزّ وجل فی تنزیلہ صدیقاً

ترجمہ: اے ابوبکر! اللہ تم پر رحم کرے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب، مونس، راحت، معتمد اور ان کے محرم راز و مشیر تھے، تم سب سے پہلے اسلام لائے اور تم سب سے زیادہ مخلص مؤمن تھے۔ تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا تم سب سے زیادہ اللہ کا خوف کرنے والے اور اللہ کے دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ بے نیاز یعنی دوسری چیزوں کی پروا نہ کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر۔ اسلام پر سب سے زیادہ مہربان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے لیے سب سے زیادہ بابرکت رفاقت میں اُن سب سے بہتر مناقب اور فضائل میں سب سے بڑھ چڑھ کر، پیش قدمیوں میں سب سے افضل و برتر درجہ میں سب سے اونچے اور وسیلہ کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فقال وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖ الذی جاء بالصدق محمد و صدق به ابوبکر و اسیتهٔ حین بخلوا وقمت به عند المکاره حین عنه قعدوا وصحبتهٔ فی الشدة اکرم الصحبة ثانی اثنین وصاحبه فی الغار والمُنَزَّلُ علیه السکینة ورفیقهٔ فی الھجرة وخَلَفْتَہٗ فی دین اللّٰه وامته احسن الخلافة حین ارتد الناس وقمت بالامر مالم یقم به خلیفهٔ نبی فنهضت حین وھن اصحابک و برزت وحین استکافو وقویت حین ضعفوا الزمت منهاج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم اذ هو واکنت خلیفةً حقاً لم تنازع ولم تصدع بزعم المنافقین وکبت الکافرین وکره الحاسدین وغیظ الباغین وقمت بالامر حین فشلوا وثَبتَّ اذ تضعضعوا ومضیت بنور اللّٰه اذ وقفوا فاتبعوک فهدوا وکنت اخفضهم صوتا واعلاهم فوقاً وامثلهم کلاماً واصوبهم منطقاً و اطولهم صمتاً ابلغهم قولاً واشجعهم نفساً واعرفهم بالامور اشرفهم عملاً کنت واللّٰه للدین یعسوبا اولاً حین نفر عنه الناس واخراً حین اقبلوا کنت للمؤمنین اباً رحیماً حتی صاروا علیک عیالاً فحملت اثقال ما ضعفوا و وعَیْتَ ما اھملوا وحفظت ما اضاعوا وعلمتَ ما جهلوا وشمرت اذ خضعوا وصبرت اذ جزعوا فادرکت اوتار ما طلبوا وراجعوا برشدهم برأیکَ فظفروا ونالوا بک مالم یحتسبوا.

سب سے زیادہ مشابہ سیرت میں عادت میں مہربانی اور فضل میں، صحابہ میں سب سے زیادہ اونچے مرتبہ والے اور حضور کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور معتمد تھے پس اللہ اسلام اور اپنے رسول کی طرف سے تم کو جزائے خیر عطا فرمائے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بمنزلۂ گوش وچشم تھے۔تم نے حضور کی تصدیق اس وقت کی جبکہ لوگوں نے آپ کی تکذیب کی۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تم کو صدیق کہا ہے چنانچہ فرمایا ”وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖ “ سچائی لانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکر۔تم نے حضور کے ساتھ غم خواری اس وقت کی جبکہ لوگوں نے بخل کیا اور تم ناگوار باتوں کے وقت حضور کے ساتھ اس وقت بھی کھڑے رہے جبکہ لوگ آپ سے بچھڑ گئے۔تم نے سختیوں میں بھی حضور کے ساتھ صحبت و رفاقت کا حق باحسن وجوہ ادا کیا۔تم ثانی اثنین اور رفیق غار (ثور) تھے اور تم پر سکون نازل ہوا تھا۔تم ہجرت میں آپ کے رفیق تھے اور اللہ کے دین میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت پر۔تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے خلیفہ بنے جس نے اس وقت خلافت کا حق ادا کر دیا جبکہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اور تم نے خلافت کا وہ حق ادا کیا جو کسی پیغمبر کے خلیفہ نے نہیں کیا تھا، چنانچہ تم نے اس وقت مستعدی دکھائی جبکہ تمہارے ساتھی سُست ہو گئے تھے اور تم نے اس وقت جن کی جب کہ وہ عاجز ہو گئے تھے جب وہ کم زور تھے تو تم قوی رہے اور تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کو اس وقت تھامے رکھا جبکہ لوگ پست ہو گئے تھے۔تم بلانزاع و تفرقہ خلیفۂ حق تھے اگر چہ اس سے منافقوں کو غصہ، کفار کو رنج، حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ تھا۔

کنت علی الکافرین عذاباً صبًّا ولهباً وللمؤمنين رحمة ونساً وحِصْناً. فطرت والله بقضائها وفزت بحيائها وذهبت بفضائلها وادركت سوابقها لم تقلل حجتکَ ولم تضعف بصيرتا ولم تجبن نفسک ولم يرع قلبک ولم يخر. کنت کالجبل الذی لا تحرکه العواصف وکنت کما قال رسول اللّٰه صلی الله عليه وسلم اَمَّن الناس علينا فی صحبتک وذاتِ يدک وکنت کما قال ضعيفاً فی بدنک قويا فی امر اللّٰه متواضعاً فی نفسک عظيما عند اللّٰه جليلاً فی اعين الناس کبيراً فی انفسهم لم يکن لاحد فيک مغمز ولا لقائل فيک مهمز ولا لاحد فيک مطمع ولا لمخلوق عندک هوادة الضعيف الذليل عندک قوی عزيز حتی تاخذ بحقه والقوی عندک ضعيف ذليل حتی تأخذ منه الحق. القريبُ والبعيد عندک وفی ذالک سواءٌ اقرب الناس اليک واطوعهم للّٰه وَ اتقاهم لهٗ. شانک الحق والصدق والرفق. قولک حکمٌ حتم وامرک حلمٌ وحزمٌ ورأيک علمٌ وعزمٌ فاقلعتَ وقد نهج السبيل وسهل العسير واطفيت النيران واعتدل بک الدين وقوی بکَ الايمان وثبت الاسلام والمسلمون وظهر امر اللّٰه ولو کره الکافرون فسبقت واللّٰه سبقاً بعيداً

تم امرِ حق پر ڈٹے رہے جبکہ لوگ بزدل ہو گئے اور تم ثابت قدم رہے جب لوگ کھڑے ہو گئے۔ آخر کار انھوں نے آپ کی پیروی کی اور ہدایت پائی۔ آپ کی آواز ان سب سے زیادہ پست تھی مگر آپ کا مرتبہ ان سب سے اونچا تھا۔ تمہارا کلام سب سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ سب سے زیادہ تمہاری گفتگو درست تھی آپ سب سے زیادہ خاموش رہنے والے تھے آپ کا قول سب سے زیادہ بلیغ تھا۔ شجاعت میں آپ سب سے بڑھے ہوئے تھے، معاملات کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے آپ بخدا دین کے اوّلین سردار تھے۔ جب لوگ دین سے ہٹے تو آپ آخری سردار تھے۔ جب وہ دین کی طرف متوجہ ہوئے آپ مؤمنین کے لیے رحیم باپ تھے۔ یہاں تک کہ وہ آپ کی اولاد کی طرح ہو گئے۔ جن بھاری بوجھوں کو وہ اٹھا نہ سکے تم نے ان کو اٹھا لیا۔ جس چیز کو انھوں نے چھوڑ دیا تھا تم نے اس کی نگرانی کی اور چیز انھوں نے ضائع کر دی تھی تم نے اس کی حفاظت کی جس کو وہ نہیں جانتے تھے تم نے وہ چیز ان کو سکھائی۔ جب وہ عاجز و درماندہ ہوئے تو تم نے مستعدی دکھائی جب وہ گھبرائے تو تم نے صبر کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کی تم نے دادرسی کی اور وہ اپنی ہدایت کے لیے تمہاری رائے کی طرف رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے اور جس چیز کا ان کو اندازہ بھی نہیں تھا وہ انھوں نے پالی۔ تم کافروں کے لیے عذاب کی بارش اور آگ کا شعلہ تھے۔ مؤمنین کے لیے رحمت انسیت اور پناہ تھے تم نے اوصاف وکمالات کی فضا میں پرواز کی، تم نے ان کا عطیہ پایا اس کی اچھائیاں لے لیں۔ تمہاری حجت کو شکست نہیں ہوئی۔ تمہاری بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔ تمہارا نفس بزدل نہیں ہوا۔ تمہارے دل میں خوف پیدا نہیں ہوا اور وہ کمزور نہیں ہوا۔ تم اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں حرکت نہیں دے سکتیں اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم رفاقت اور مالی خدمت دونوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے

واتعبت من بعدک اتعاباً شدیداً وفزت لخیر فوزا مبیناً فجللت عن البکاءِ وعظمت رزیتک فی السماء وهدت مصیبتک والانام فانّا للّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن. وَرَضِیْنَا عن اللّٰہ قضاہ وسلمنا له امرہ فواللّٰہ لن یصلب المسلمون بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بمثلک ابداً کنت للدین عزاً وحرزاً وکهفاً وللمؤمنین فئةً وحصناً وغیثاً وعلی المنافقین غلظةً وغیظاً فالحقک اللّٰہ بنبیک صلی اللّٰہ علیه وسلم ولا حرمنا اجرک ولا اضلنا بعدک فانا للّٰہ وانا الیه راجعون.''

(الریاض النضر ۃ المحب الطبر ی، جلد:۱،ص:۱۸۳، ۱۸۴، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ تھوڑے بہت لفظوں کے اختلاف کے ساتھ منتخب کنز العمال بر مسند امام احمد بن حنبل، جلد:۴۔ص:۳۶۶ پر بھی ہے)

اورارشادنبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جسمانی اعتبار سے گو کمزور لیکن اللہ کے معاملہ میں قوی تھے۔اپنے نفس کے اعتبار سے متواضع۔اللہ کے نزدیک بڑے اور لوگوں کی آنکھوں اور دلوں میں بھاری کم اور بڑے تھے۔ تمہاری نسبت نہ کوئی طنز کرتا تھا اور نہ وہ حرف گیری کر سکتا تھا تم میں نہ کسی کو طمع تھی اور نہ تم کسی کی رعایت کرتے تھے۔ضعیف اور پست آدمی تمہارے نزدیک قوی تھا کہ تم اس کو حق دلاتے تھے اور قوی تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا کہ تم اس سے حق لیتے تھے،دورونزدیک دونوں قسم کے آدمی تمہاری نگاہ میں یکساں تھے۔جو اللہ کا سب سے زیادہ مطیع اور متقی ہوتا تھا وہی تمہارا سب سے زیادہ مقرب تھا۔تمہاری شان حق۔سچائی اور نرمی تھی تمہارا قول حکم قطعی اور تمہارا معاملہ بردباری اور دوراندیشی تھا اور تمہاری رائے علم اور عزم تھا اب آپ دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ راستہ ہموار ہوگیا اور مشکل آسان ہوگئی،آگ بجھ گئی اور دین معتدل ہوگیا۔ایمان قوی ہوگیا اسلام اور مسلمان ثابت قدم ہوگئے۔اللہ کا امر غالب آگیا اگرچہ کافروں کو اس سے تکلیف ہوتی تھی تم نے سخت پیش قدمی کی اور اپنے بعد میں آنے والوں کو تھکا دیا۔تم خیر سے کامیاب ہوئے تم اس سے بلند و بالا ہو کہ تم پر آہ وبکا کی جائے تمہاری موت کی مصیبت تو آسمان میں بری طرح محسوس کی جارہی ہے اور تمہاری مصیبت نے تو تمام دنیا کو ہلا دیا ہے۔ہم سب اللہ کے لیے ہیں اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں،اللہ کی قضا پر ہم راضی ہیں ہم نے اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیا ہے۔بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا تم دین کی عزت، جائے پناہ اور حفاظت گاہ تھے۔مؤمنوں کے لیے ایک گروہ، قلعہ اور دارالامن تھے۔منافقوں کے واسطے تشدد اور غضب تھے۔ پس اللہ تم کو تمہارے نبی سے ملا دے اور ہم کو تمہارے بعد تمہارے اجر سے محروم اور گم راہ نہ کرے۔'' اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اُم المومنین، بنتِ صدیق اکبر، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”اے ابّا! اللہ آپ کو سرسبز وشاداب کرے اور آپ کو آپ کی بہترین کوششوں کا بدلہ عطا فرمائے۔ آپ نے دنیا سے منہ موڑا تو اس کو ذلیل کر دیا۔ اور آخرت کا رخ کیا تو آپ نے اس عزت بخش دی اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا حادثۂ وفات سب سے بڑا حادثہ ہے۔ لیکن بہرحال اللہ کی کتاب ہم کو حکم کرتی ہے کہ ہم صبر کریں۔ اور یہ صبر ہی آپ کی وفات کا سب سے اچھا عوض ہے اور میں اللہ سے امید کرتی ہوں کہ وہ مجھ کو میرے صبر کا بدلہ دے کر اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اے ابّا! آپ اپنی اس بیٹی کا آخری سلام قبول کیجیے جس نے آپ کی زندگی میں کبھی آپ کے ساتھ پرخاش نہیں رکھی۔ اور اب آپ کے مرنے پر وہ جزع وفزع نہیں کر رہی ہے۔“

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جسدِ خاکی کو خطاب کر کے فرمایا:

”اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو سخت محنت ومشقت میں مبتلا کر دیا۔ آپ کا سا ہونا تو درکنار۔ اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کی گرد تک پہنچ سکے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بشارت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نوحۂ ماتم تو اس عالم آب وگل میں برپا تھا لیکن عالم ملکوت میں اُس وقت کیا ہو رہا تھا؟ اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ خود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی۔

يَآ يَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ . ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر)

اے نفسِ مطمئنہ تو اپنے پروردگار کی طرف ہنسی خوشی چلا آ۔

اور پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا خوب ارشادِ ربّانی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہاں! اے ابوبکر جب تمہیں موت آئے گی تو اس وقت جبرئیل امین تم سے یہی کہیں گے۔

(کنز العمال بر مسند امام احمد بن حنبل، جلد:۴، ص:۳۴۵)

(ماخوذ از: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، تصنیف: مولانا سعید احمد اکبرآبادی، صفحہ ۳۰۷ تا ۳۱۳)

❁❁❁

خلیفۂ راشد وعادل سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ
قبولِ اسلام، سیرت وخدمات

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ نسبتی، مدبّرِ اسلام، فاتح عرب وعجم، کاتبِ وحی، خال المسلمین، خلیفہ سادس، راشد وعادل وبرحق امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین قریشی ہیں۔ آپ کے والدین سیدہ ہند رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ دونوں چوتھی پشت میں جبکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خود پانچویں پشت میں ''عبد مناف'' پر جاکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں شامل ہوجاتے ہیں۔

ان کی ولادت اصح قول کے مطابق بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سال قبل مکہ مکرّمہ کے قریب ''منیٰ'' میں مقام خِیف پر ہوئی۔

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نہ صرف اپنے قبیلے ''بنوامیّہ'' کے سردار تھے بلکہ جملہ قبائلِ قریش کے عسکری نظام کے منتظم اور سپہ سالار تھے۔ اس لیے انھوں نے اپنے لختِ جگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی جس کی بناء پر موصوف رضی اللہ عنہ نے شہ سواری، تیراندازی، شمشیر زنی، خطابت اور نسب دانی میں کمال حاصل کرلیا تھا۔ فنِ کتابت میں تو موصوف رضی اللہ عنہ کے دادا حرب بن اُمیّہ قریش مکہ کے استاذ تھے۔ علاّمہ بلاذری کے مطابق آغازِ اسلام میں فنِ کتابت جاننے والے قریش کے سترہ افراد میں سے سات کا تعلق بنواُمیّہ سے تھا جبکہ باقی دس افراد کا تعلق دیگر قبائل کے ساتھ۔ (فتوح البلدان، ص: ٦٦٥)

گویا فنِ کتابت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا گھریلو شعبہ تھا انھوں نے اس فن میں مزید مہارت حاصل کی بلکہ مولانا عبدالقدوس ہاشمی کی تحقیق کے مطابق انہوں نے ایک جدید طرز کتابت پیدا کرلیا تھا جسے ''خطِ دیوان'' کہا جاتا ہے۔ (چند مکاتیب، ص: ٦٧)

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے سپہ سالارِ قریش ہونے کی حیثیت سے اسلام کے مخالف تھے لیکن اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذاتی وخاندانی مصاحبت رکھنے کے علاوہ دیگر مشرکین مکّہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدسلوکی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مکّہ میں مسلمانوں کی ایذادہی میں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ یا ان کی اولاد کا نام شامل نہیں ہے بلکہ مکّہ کے اوباش جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدتمیزی کا

مظاہرہ کرتے ہوئے مکہ کے گلی کوچوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پناہ گزیں ہوجاتے اور سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ مسلمان نہ ہونے کے باوجود اس قدر شرافت کا مظاہرہ کرتے کہ فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے اور گلی کے اوباشوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیتے۔ چنانچہ علاّمہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ:

''انما قال النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ والہ وسلم من دخل دار ابی سفیان فھو اٰمن لان النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کان اذا آوی بمکۃ دخل دار ابی سفیان'' (الاصابۃ جلد۲،ص:۱۷۹۔تحت صخر بن حرب)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب علاّمہ مقریزی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''جب کبھی آوارہ لڑکے مکہ کی گلیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پناہ لیتے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت واحترام کے ساتھ بٹھا دیا کرتے تھے اور ان اشرار کو ڈانٹ کر بھگا دیا کرتے تھے۔ اکثر اوقات ''دار ابی سفیان'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دار الامان ثابت ہوا'' (خطبات بہاول پور،ص:۳۰۴۔ زیر اہتمام: اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور)

اس حسن سلوک کا بدلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکّہ کے موقع پر یہ اعلان کرکے چکا دیا کہ:

''من دخل دار ابی سفیان فھو اٰمن'' (صحیح مسلم کتاب الجہاد، باب: فتح مکۃ)

جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوگا اس کے لیے بھی امن ہے۔

اسلام کے آغاز ہی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں اسلام کی آواز پہنچ چکی تھی اور اس آواز پر ان کی بہنیں سیدہ اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، سیدہ فارعہ رضی اللہ عنہا، ماموں سیدنا ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر قریبی رشتہ دار لبّیک کہہ چکے تھے۔ اس لیے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ان حالات کا بغور جائزہ لیتے رہے جبکہ ان کے باقی افراد خاندان دیگر مشرکین کے ساتھ اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ مگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ عظیم خصوصیت ہے کہ آپ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کبھی کسی موقع پر حتیٰ کہ کسی جنگ میں بھی مسلمانوں کے خلاف حصہ نہیں لیا۔

غزوہ بدر کے بعد مشرکینِ مکّہ کی قیادت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئی تھی، احد کی جنگ خالصتاً ایک انتقامی جذبے کے تحت لڑی گئی تھی، والد قائد تھے، والدہ سمیت دیگر خواتین نے بھی اس جنگ میں شرکت کی تھی بلکہ بدر میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عبّاس رضی اللہ عنہ، داماد سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بھی ابوجہل کی زیرِ قیادت مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے چکے تھے لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام بہادری اور شجاعت کے باوجود کسی معرکہ میں نہیں ملتا۔

مولانا شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ:

''تاہم اس قدر یقینی ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اسلام سے دشمنی کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اسلام سے کوئی خاص عناد نہ تھا۔ چنانچہ ان کے اسلام لانے سے پہلے بدر واُحد وغیرہ بڑے بڑے معرکے ہوئے لیکن ان میں سے کسی میں مشرکین کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرکت کا پتہ نہیں چلتا۔''

(سیر الصحابہ حصہ ششم،ص:۴۵)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

''و معاویۃ لم یعرف لہ قبل الاسلام اذی للنبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم لا بید ولا بلسان...... ولا یعرف عنہ ولا عن اخیہ یزید بن ابی سفیان انھما اٰذیا النبیّ کما کان یؤذیہ بعض المشرکین'' (منہاج السنۃ، الجزء الثانی۔ جلد:۱،ص:۲۱۴، ۲۱۷)

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کا کوئی واقعہ ثابت نہیں ہے نہ ہاتھ سے اور نہ زبان سے...... سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ دونوں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا ثابت نہیں ہے جیسا کہ بعض مشرکین انہیں ایذا پہنچایا کرتے تھے۔''

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے نہ صرف یہ کہ ایذا دہی کا کوئی واقعہ ثابت نہیں ہے بلکہ قریش کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاشرتی مقاطعہ (جب تجارت، لین دین، رشتے ناتے اور میل ملاپ سب بند ہو چکا تھا) جیسے کٹھن اور مشکل ترین وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سعادت مند داماد ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اناج اور کھجوریں شعب بنی ہاشم میں پہنچایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ محصوری کی پوری مدت دو، تین سال تک جاری رہا۔ (ملاحظہ ہو: حیات النبی، ص:۵۲، مؤلفہ میاں محمد سعید)

دشمنانِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ بدنام کیا جائے اور ان کے نام کے ساتھ کسی فضیلت کو جمع نہ ہونے دیا جائے۔ وہ انہیں اسلام دشمن ثابت نہ کر سکے، انہیں کسی معرکے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدمقابل نہ دکھا سکے تو یہ مشہور کر دیا گیا کہ وہ مجبور ہو کر فتحِ مکّہ کے موقع پر اپنے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام لائے اور وہ مؤلفۃ القلوب اور ''طلقاء'' میں سے تھے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے بعد اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے تھے۔

امام اہلِ سنّت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی لکھتے ہیں کہ: ''معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قرشی اُموی صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے اور ان کے والد فتحِ مکّہ میں مسلمان ہوئے۔'' (ازالۃ الخفاء، جلد:۱،ص:۴۷۲)

ابن اثیر جزری (م ۶۳۰ھ) لکھتے ہیں کہ: **''وکان معاویۃ یقول انہ اسلم عام القضیۃ و انہ لقی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مسلما و کتم اسلامہ من ابیہ و اُمّہ''** (اسد الغابہ، جلد:۴،ص:۳۸۵۔ تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ عمرۃ القضاء کے موقع پر اسلام لائے اور انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیثیت مسلمان ملاقات کی اور اپنے اسلام کو اپنے والدین سے مخفی رکھا۔''

علّامہ ابن حجر عسقلانی بر اویت ابن سعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول نقل کرتے ہیں کہ:

''لقد اسلمت قبل عمرة القضية'' (الاصابہ جلد:۳،ص:۴۳۳)

''میں نے عمرۃ القضاء سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا۔''

نیز ملاحظہ ہو: نسب قریش، ص:۱۲۴، تاریخ بغداد، جلد:۱،ص:۲۰۷، البدایۃ والنہایۃ، جلد:۸، ص:۱۱۷)

شیخ احمد بن حجر ہیتمی مکّی لکھتے ہیں کہ:

''واقدی کی روایت کے مطابق (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا) حدیبیہ کے بعد کا ہے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کا خیال ہے کہ وہ حدیبیہ کے دن اسلام لائے اور اپنے اسلام کو فتح مکّہ تک اپنے والدین سے پوشیدہ رکھا۔'' (تطہیر الجنان، ص:۷، تحت فی اسلام معاویۃ رضی اللہ عنہ)

ڈاکٹر احمد عبدالرحمٰن عیسیٰ استاذ جامعہ امام محمد بن سعود لکھتے ہیں کہ:

''یقول انه اسلم عام عمرة القضية ۷ ھ وانه لقی رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم بمکة مسلما و لکن کتم اسلامه عن اُمه و ابیه ولیس هٰذا ببعید'' (کتاب الوحی، ص:۳۰۶)

''اور وہ (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ انھوں نے عمرۃ القضاء کے سال ۷ھ میں اسلام قبول کیا اور انھوں مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیثیت مسلمان ملاقات کی لیکن اپنے اسلام کو اپنے والدین سے پوشیدہ رکھا اور یہ کوئی بعید بات نہیں ہے۔''

مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں کہ:

''صحیح بخاری میں ہے کہ اگلے سال عمرہ قضاء میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک قینچی سے تراشے تھے۔ یہ واقعہ عمرہ قضاء ہی کا ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق فرمایا ہے۔'' (تفسیر معارف القرآن، جلد ہشتم، ص:۹۰۔ سورۃ الفتح، آیت:۲۷)

مفتی احمد یار خان بدایونی بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص صلح حدیبیہ کے دن اسلام لائے...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حدیبیہ کے دن اسلام لانے کی دلیل وہ حدیث ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے فارغ ہوتے وقت سر شریف کے بال کاٹے مروہ پہاڑی کے پاس۔ نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے کہ جو بخاری شریف نے بروایت طاؤس، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حجامت کرنے والے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامت عمرۃ القضاء میں واقع ہوئی جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ہوا۔ کیونکہ حجۃ الواداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قِر ان کیا تھا اور قارن مروہ پر حجامت نہیں کرواتے بلکہ منٰی میں دسویں ذی الحجہ کو کراتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوادع میں بال نہ کٹوائے تھے بلکہ سر منڈایا تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حجامت کی تھی تو لامحالہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر شریف کے بال تراشنا عمرہ قضاء میں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ...... نہ فتح مکہ کے

مؤمنین میں سے ہیں نہ مؤلفۃ القلوب میں سے'' (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ص: ۳۸۔۴۰)

مذکورہ بالا تمام تصریحات سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے عمرۃ القضاء کے موقع پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ عام مؤرخین کے اقوال کے مقابلے میں خود صاحبِ معاملہ کے اپنے قول کو ترجیح دینا ہی زیادہ صحیح ہے۔ سبائیت زدہ مؤرخین اور سکالرز کا اس پر بس نہیں چل رہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی پوزیشن کو کس طرح گرایا جائے۔ کبھی تو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے کی وجہ سے مؤلفۃ القلوب اور طلقاء میں شامل ہیں اور کبھی ایمان کا قبل از فتح مکہ اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ ''کتمانِ ایمان'' کا الزام بھی عائد کر دیا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرۃ القضاء میں مروہ کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تراشے تو اخفائے امان کہاں باقی رہا؟ گویا ان کا ایمان بھی سانپ کے منہ میں چھچھوندر کی مثل ہوگیا ہے نہ اگلتے بنتی ہے اور نہ نگلتے بنتی ہے۔ اسی لیے سمجھ دار حضرات نے یہ کہہ کر جان چھڑا لی کہ ''اسلم قبل الفتح'' وہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ علاوہ ازیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں مستقل قیام بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انھوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو ہجرت کی اجازت نہیں دی تھی۔

قبولِ اسلام کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ فتح مکہ کے بعد تمام غزوات حنین، طائف اور تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں بھرپور حصہ لیا۔ مدینہ منوّرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتبِ وحی، باہر سے آئے ہوئے وفود کی خاطر مدارات اور ان کے قیام و طعام کے اہتمام پر مامور فرمایا۔ ملاحظہ ہو: تاریخ اسلام، مؤلفہ: مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی، جلد: ۲، ص: ۲۶)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج بھی ادا فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری لکھتے ہیں کہ:

> ''پھر ظہر سے پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف اپنی ناقہ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو بٹھایا ہوا تھا اور جا کر طواف افاضہ کیا۔ اسی کو طواف زیارت کہتے ہیں۔'' (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد چہارم، ص: ۷۶۸)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ جو حضر موت کے آخری تاجدار کے بیٹے ہیں جب قبولِ اسلام کے بعد اپنے وطن واپس جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سردارانِ حضرموت پر ان کی سرداری کو بحال رکھا۔ حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری بہت سی املاک پر میرے عزیزوں نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم کو اس سے بھی زیادہ دوں گا۔'' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ایک دوسرا خط لکھیں جس میں انہیں ایک

قطعہ اراضی دینے کا حکم دیا گیا اور اس پر عمل درآمد کے لیے ان کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

ملاحظہ ہو: (جامع ترمذی، جلد: ۱، ص: ۱۶۶۔ باب: ماجاء فی القطائع من ابواب الاحکام، تاریخ کبیر از بخاری، جلد: ۴، ص: ۱۷۵۔ الاصابہ، جلد: ۳، ص: ۳۲۹۔ تحت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان واخلاص اور ان کی اہلیت وقابلیت کے پیشِ نظر انہیں اہم مناصب عطا فرمائے۔ دورِ صدّیقی میں جنگِ یمامہ میں منکرینِ ختمِ نبوت اور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد میں بھرپور حصہ لیا اور ایک روایت کے مطابق مسیلمہ کذاب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کیفرِ کردار کو پہنچا۔ (فتوح البلدان از بلاذری اردو۔ ص: ۱۴۰)

شام کی طرف فوج کشی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی معاونت اور مزید کمک کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیرِ امارت ایک لشکر روانہ فرمایا۔

(تاریخ طبری، جلد ۴، ص: ۳۰۔ تحت ۱۳ھ، البدایہ والنہایہ، جلد: ۷، ص: ۴)

دور فاروقی میں بھی اسی محاذ پر مجاہدانہ سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے حتیٰ کہ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ ان کے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس علاقہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ حمص کے گورنر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے ان کی جگہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کر دیا تو لوگ اس تبدیلی پر معترض ہوئے اور نئے والی کو سخت سست کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لا تذکروا معاویۃ الّا بخیر فانی سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اللّٰھم اھد بہ'' (جامع ترمذی۔ ابواب المناقب، باب: معاویۃ بن ابی سفیانؓ)

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ خیر وخوبی کے بغیر مت کیا کرو کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! ان کے ذریعے سے ہدایت عطا فرما۔''

بعد میں حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کا علاقہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''شرجیل رضی اللہ عنہ کو کسی ناراضی کے سبب معزول نہیں کیا گیا البتہ ایک مضبوط سیاسی گورنر کی ضرورت کے تحت ایسا کیا گیا ہے۔'' (الفاروق محمد حسین ہیکل، جلد: ۱، ص: ۲۹۸)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دورِ فاروقی میں کتابت کے فرائض بھی انجام دیے۔ بیت المقدس کا معاہدۂ امن بھی آپ رضی اللہ عنہ نے ہی تحریر کیا تھا۔

اکبر شاہ خان نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ:

''اس عہد نامے پر حضرت خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عبدالرحمٰن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم کے دستخط بطور گواہ ثبت ہوئے۔'' (تاریخِ اسلام، حصہ اوّل۔ ص: ۳۰۹)

انتظامیہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے پورے دورِ خلافت میں نہ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کی گورنری پر برقرار رکھا بلکہ کچھ مزید علاقے بھی ان کی ماتحتی میں دیے۔ ملاحظہ ہو:
(سیر اعلام النبلاء، جلد:۳،ص:۸۸۔ الاصابہ، جلد:۳،ص:۴۳۳)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ:

''انّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کان معصوما فولّانی فادخل فی امرہ ثم استُخلِفَ عمر فولّانی ثم استُخلِفَ عثمان فولّانی فلم آل لاحد منھم ولم یولّنی الّا وھو راض عَلَیَّ'' (طبری، جلد:۵۔ص:۸۷)

''نبی اکرم معصوم تھے انھوں نے مجھے حاکم اور والی بنایا اور اپنے کام میں داخل کیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انھوں نے بھی مجھے حاکم بنایا۔ ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انھوں نے بھی مجھے والی مقرر کیا۔ ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے بھی مجھے حاکم بنایا۔ پس میں ان میں سے جس کے لیے والی بنا اور جس نے بھی مجھے والی بنایا وہ سب مجھ سے راضی رہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی مرتبہ بحری محاذ کا آغاز ہوا جو یقیناً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم الشان، یادگار، شاہکار اور غیر فانی تاریخی کارنامہ ہے جس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ بشارت دی تھی کہ:

''اوّل جیش من اُمّتی یغزون البحر قد اوجبوا'' (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب: رکوب البحر، جلد:۱،ص:۴۰۵)

میری اُمّت کا سب سے پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا اس کے لیے جنت واجب ہو چکی ہے۔'' یہ حدیث دیگر کتب کے علاوہ صرف صحیح بخاری میں سات مختلف مقامات پر آئی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو سب سے پہلے انہیں ''قصاص'' کے مسئلہ سے دوچار ہونا پڑا اور تقریباً پورا دور اسی مسئلہ کی نذر ہو گیا۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفّین جیسے دل خراش واقعات رونما ہوئے جن میں ہزاروں مسلمان جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اس اختلاف کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ اور ان کے احباب کے اسلام و ایمان کی گواہی دی اور بہ تکرار فرمایا: ''وہ ہمارے دینی بھائی ہیں، ہمارے مقتول اور ان کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔'' (مجمع الزوائد، جلد:۹،ص:۳۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفّین کے بعد حسب ذیل سرکلر جاری کر کے اسے تمام شہروں میں نشر کرایا:

''والظاھر انّ ربنا واحد و نبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدۃ لا نستزیدھم فی الایمان باللّٰہ والتصدیق برسولہٖ ولا یستزیدوننا الامر واحد الّا ما اختُلفنا فیہ من دم عثمان و نحن منہ براء'' (نہج البلاغۃ، جلد:۲،ص:۱۱۴)

''(ہمارا اور اہلِ شام کا جو مقابلہ ہوا) ظاہر ہے کہ ہمارا رب ایک ہے، ہمارے نبی ایک ہیں اور ہماری دعوت

اسلام ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے پر نہ ہم ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں۔ ہمارے اور ان کی دینی حالت ایک جیسی ہے مگر خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا ہے حالانکہ ہم اس سے بری ہیں۔''

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے نہ صرف ان مصالحت کی بلکہ اپنی خلافت ان کے سپرد کر کے اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سمیت ان کے ہاتھ پر باقاعدہ بیعت بھی کر لی اور دونوں بھائی تادمِ واپسیں اس بیعت پر قائم رہے۔ اس طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کے کامل مصداق بن گئے:

''انّ ابنی ھٰذا سید لعلّ اللّٰہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین''

(صحیح بخاری، کتاب الصلح۔ باب: قول النبی للحسن بن علی ابنی ہٰذا سید......)

''یقیناً میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرادے گا۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یہ صلح بیعت بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان و اخلاص کی عظیم دلیل ہے۔ اسی طرح دیگر صحابۂ کرام اور تابعین عظام بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان واخلاص کی گواہی دیتے رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ایمان واخلاص عارضی اور وقتی ہرگز نہ تھا بلکہ دائمی تھا اور وہ اس پر اپنی وفات تک قائم رہے۔

اُمّتِ مسلمہ کا بلا اختلاف اور متفقہ طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی رسول تسلیم کر لینا ہی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کی وفات ایمان واسلام پر ہوئی کیونکہ صحابی کہتے ہی اس کو ہیں جس نے بحالت ایمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور ایمان واخلاص پر ہی اس کی وفات بھی ہوئی ہو۔ اس پر ایک مستقل مضمون آئندہ شمارے میں آرہا ہے (انشاء اللہ) تاہم یہاں زیرِ بحث عنوان کی مناسبت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات علی الاسلام پر چند شواہد ہدیۂ قارئین کیے جاتے ہیں: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس نبوی پیش گوئی کے مطابق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت اور ان کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی تھی اس میں واضح طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو بھی بلسانِ نبوّت ''مسلمانوں کا ایک عظیم گروہ'' قرار دیا گیا تھا۔ اگر کوئی معانداس سے یہ نتیجہ اخذ کرے کہ ''گروہِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے مسلمان ہونے سے خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی مخلص مسلمان ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس بات کا آسان جواب یہ ہے کہ جب بشہادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے دونوں عظیم گروہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائد اور خلیفہ تسلیم کر لیا تو بجائے خود یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخلص مؤمن ومسلم ہونے کی ایک بہت بڑی شہادت ہے۔ کیا ایک لمحہ کے لیے بھی یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے دونوں عظیم گروہوں نے امورِ خلافت ایک ''غیر مسلم'' کو سونپ دیے تھے؟

پھر کیا اس طرح کی ''موشگافی'' دوسرے عظیم مسلم گروہ کے ''قائد'' کی طرف نہیں کی جاسکتی؟

''فما هو جواب الخصم فهو جوابنا''

کم ازکم کوئی مؤمن بالقرآن دونوں طرف اس طرح کی موشگافی نہیں کرسکتا۔

باقر مجلسی کے مطابق حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری اختیار کرتے ہوئے جو معاہدہ کیا تھا اس میں اس بات کی تصریح بھی کی گئی تھی کہ:

''ہم ان (یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ) سے اس وقت تک کوئی تعرض نہیں کریں گے جب تک وہ لوگوں کے درمیان کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور خلفائے راشدین کے طریقے کے مطابق حکومت کریں گے'' (جلاء العیون ص:۲۵۴)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ دس سال تک اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بیس سال تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بقیدِ حیات رہے لیکن کوفیوں اور سبائیوں کی طرف سے اشتعال دلانے اور اُکسانے کے باوجود انھوں نے نہ صرف یہ کہ کوئی تعرض نہیں کیا بلکہ ہر سال دمشق بغرض ملاقات تشریف لے جاتے رہے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے اس طرزِ عمل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تادمِ واپسیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور سنت خلفائے راشدین کے متبع رہے۔ یہی نہیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غیر اختیاری اور طبعی امور میں بھی اتباع سنت کے خواہش منداور متمنی رہے۔ جب وہ تریسٹھ سال کی عمر میں داخل ہوئے تو ان کے دل میں ایک شدید خواہش پیدا ہوئی (اور یہ ان کی خلافت کے بالکل آغاز کا واقعہ ہے) جسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے:

''عن جرير عن معاوية انه سمعه يخطب قال مات رسول الله صلّى الله عليه وسلم وهو ابن ثلاث و ستين و ابوبكر و عمر و انا ابن ثلاث و ستين''

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ میں فرمایا کہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا وصال بھی تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ اور میری بھی اس وقت تریسٹھ سال کی عمر ہے۔''

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کیا بعید ہے کہ مجھے بھی یہ طبعی اتباع نصیب ہو جائے۔ محدّثین نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی اس لیے کہ ان کا وصال تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ہوا۔ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر اس حدیث میں نہیں کیا حالانکہ ان سے بہت خصوصیت تھی۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتقال ۸۰ سال سے زیادہ عمر میں ہوا''

امام ترمذی کی غرض اس روایت کے ذکر کرنے سے پہلی روایت کی تائید اور تقویت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا اور اس بارے میں طبعی اتباع حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو بھی نصیب ہوا۔''

(شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:۴۱۴)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا کہ:

''جو شخص اللہ سے ملنے کی تمنا کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کا متمنی رہتا ہے لہٰذا اے اللہ! اب مجھے تجھ سے ملنے کی آرزو ہے تو بھی آغوش پھیلا دے اور ملاقات میں برکت عطا فرما۔''

پھر جب وقت آخر ہوا تو فرمایا:

مجھے بٹھا دو چنانچہ وہ بٹھا دیے گئے۔ دیر تک ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے پھر رونے لگے اور دعا کی:

''اے پروردگا! اپنے اس بندے پر رحم کر، الٰہی اس کی غلطیاں معاف کر دے، اس کے گناہ بخش دے، اپنے وسیع حلم کو اس کے شاملِ حال کر جس نے تیرے سوا کسی سے امید نہیں رکھی، تیرے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کیا۔ پھر اپنے خاندان والوں کو وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرتے رہنا کیونکہ اللہ خوف والوں کو مصائب سے بچاتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں۔''

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بوقت وفات کبھی ایک رخسار زمین پر رکھتے اور کبھی دوسرا اور روتے ہوئے یہ دعا کرتے کہ:

''اللّٰھم انک قلت فی کتابک وقولک الحق:''اِنَّ اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء'' اللّٰھم فاجعلنی فیمن تشاء ان تغفر لہ'' (البدایہ والنہایہ، جلد:۸، ص:۱۴۲)

''اے اللہ آپ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اور آپ کا فرمان برحق ہے۔ بے شک اللہ نہیں معاف کرتے اس بات کو کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اس کے علاوہ دوسرے گناہ جس کے لیے چاہیں معاف فرما دیتے ہیں تو مجھے ان لوگوں میں شامل فرما دیجیے جن کو آپ بخشش دینا چاہیں گے۔''

آخری وقت اس دعا سے جہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اللہ پر، کتاب اللہ پر، بعث بعد الموت پر اور جزا و سزا کے برحق ہونے پر کامل ایمان وایقان ثابت ہوتا ہے وہیں ان کے شرک سے بے زار ہونے کا بھی علم ہوتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں یہ دعائیہ الفاظ آئے ہیں کہ:

''اے اللہ میری خطائیں معاف فرما، اپنے حلم کے صدقے اس شخص کے جہل سے درگزر فرما جس نے آپ کے سوا کسی سے اُمید نہیں رکھی۔ یقیناً آپ کی مغفرت بڑی وسیع ہے۔ کسی بھی مخطی کو اپنی خطا سے بھاگ کر اگر کسی بارگاہ میں پناہ مل سکتی ہے تو وہ فقط آپ ہی کی ذات ہے۔ یہ کہا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔'' (البدایہ والنہایہ، جلد:۸، ص:۱۴۲)

ان دعاؤں سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ:

''ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضروریات سے فارغ ہوتے یا وضو کرتے تو میں دست مبارک پر پانی ڈالتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کرتہ دیکھا جو کاندھے سے پھٹ گیا تھا فرمایا: معاویہ تجھے کرتہ پہناؤں؟ میں نے عرض کیا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ ضرور، ضرور۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کرتہ عنایت فرمایا۔ مگر میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا وہ میرے پاس اب تک موجود ہے۔ ایک

دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ترشوائے۔ میں نے تھوڑے سے بال اور کترے ہوئے ناخن اٹھا لیے تھے وہ بھی آج تک میرے پاس محفوظ ہیں۔ جب میں مرجاؤں تو غسل کے بعد یہ بال اور ناخن میری آنکھوں کے حلقوں، نتھنوں اور سجدے کے مقامات پر رکھ دینا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ سینے پر رکھنا اور اس پر کفن پہنانا۔ پھر مجھے ارحم الراحمین کے حوالے کر دینا۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی برکت سے میری مغفرت فرما دیں گے۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور شاعر کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بطور انعام اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی تھی ان کی وفات کے بعد یہ چادر مبارک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ورثاء سے بیس ہزار درہم کے عوض خرید لی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کفن میں یہی چادر مبارک استعمال ہوئی۔ ملاحظہ ہو:

(حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۱۰۶، مؤلفہ: میاں محمد سعید)

اہلِ تشیّع کے نزدیک کربلا کی مٹی کی ٹکیہ پر سجدہ کرنے سے نماز مقبول اور قبر میں رکھنے سے عذاب کافور ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس سرزمین پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے زیادہ سے زیادہ آٹھ دن قیام فرمایا اور ٹکیہ والے حصہ پر تو قدم رکھنا بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا مگر اس کے باوجود تقریباً چودہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی وہ ٹکیہ کی برکات کے قائل ہیں۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کفن میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کے ساتھ مَس کیا ہوا کرتہ، چادر، بال اور ناخن استعمال ہوئے تو کیا ان تبرکات کی کوئی فضیلت اور برکت نہیں ہوگی؟

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق تجہیز وتکفین کا عمل سرانجام دیا گیا اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۷۸ سال کی عمر میں باب الصغیر دمشق میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیے گئے۔

بہرحال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایمان واسلام کتاب وسنت، اجماعِ سلف اور نقل متواتر نیز خود ان کے قبولِ اسلام سے لے کر وفات تک کے واقعات وحالات کی روشنی میں آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہو کر سامنے آ جاتا ہے جو ہر منصف مزاج انسان بالخصوص مؤمن بالقرآن کو انہیں مخلص مؤمن ومسلم تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

امیر المؤمنین، کاتبِ وحی مبین، خلیفہ عادل وراشد وبرحق، ہادی ومہدی، امام فاتحِ روم وشام برادرزادہ وبرادرِ نسبتی رسول سیدنا معاویہ سلام اللہ وضوانہ علیہ

محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی

امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی صف میں ممتاز مقام کے حامل ہیں، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کتابتِ وحی کا منصب عطاء فرمایا کتابتِ وحی کا یہ عالی منصب اگرچہ بعض دوسرے صحابہ کرام کو بھی حاصل تھا تاہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ماہر کاتب وخوش نویس تھے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہونے کی وجہ سے قریب ترین عزیز، برادرِ نسبتی بھی تھے۔ اس لیے اس منصب پر فائز ہونے کے بعد عموماً نہ صرف وحی ربّانی بلکہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر مراسلات وخطوط بھی آپ ہی تحریر فرمایا کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب خلیفہ رسول بلافصل، امام الصحابہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں لشکر روانہ کیا تو اس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے حافظ ابن کثیر کی روایت کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی قتل کیا۔ (البدایہ والنہایہ، جلد: ۸، ص: ۱۱۷)

امام عادل وبرحق خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۱۸ ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کیا۔ عجمی سازش کے ہاتھوں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حسبِ سابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی خداد صلاحیتوں کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کی خدمات کے مواقع دیے۔ چنانچہ عثمانی عہدِ خلافت میں آپ نے اسلامی بحریہ تشکیل دی اور پھر اپنی ہی زیرِ قیادت ۲۸ ھ قبرص پر لشکر کشی فرمائی یہی وہ مجاہدین قبرص کا لشکر ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قَدْ اوجبوا'' فرما کر جنتی ہونے کی بشارت عنایت فرمائی۔ (صحیح بخاری، جلد اوّل، ص: ۴۱۰)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ لگاؤ تھا آپ بھی ان پر خصوصی شفقت فرماتے تھے بیشتر احادیث میں بڑی صراحت سے آپ کے مقامِ عالی کا ذکر ملتا ہے ملاحظہ ہو:

(۱) قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اللّٰھم اجلعہ ھادیا مھدیا وَاھد بہ.

اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔(جامع ترمذی)

(۲) اللّٰھم علم معاویۃ الکتاب و الحساب وقا العذاب.

اے اللہ معاویہ کو حساب کتاب سکھا اور اس کو عذاب دوزخ سے بچا۔

(۳) اے اللہ معاویہ کو کتاب سکھلا دے اور شہروں میں اس کو حکمران بنادے اور اس کو عذاب سے بچادے۔

(۴) ایک روایت میں تو یہاں تک ہے کہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاں سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کو کسی کام کے مشورے کے لیے طلب فرمایا مگر دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے، آپ نے فرمایا معاویہ کو بلاؤ اور معاملہ کو ان کے سامنے رکھو کیونکہ وہ قوی اور امین ہیں۔(مجمع الزوائد)

(۵) معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ صرف بھلائی کے ساتھ کرو۔(جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو امین بنایا:

(۱) رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی معاویہ سے لڑے گا زیر ہوگا۔

(۲) معاویہ میرا راز دان ہے جس نے اس کے ساتھ محبت کی نجات پاگیا جس نے بغض رکھا ہلاک ہوگیا۔

(۳) میری اُمّت میں معاویہ سب سے زیادہ بردبار ہے۔

(۴) اے معاویہ تمہارے سپرد امارت کی جائے تو تم اللہ ہی سے ڈرتے رہنا۔

(۶) میری اُمّت کا سب سے بڑا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کرے گا اس پر جنت واجب ہے ابن کثیر اور تمام تاریخوں کے مطابق سیدنا معاویہ واحد شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے بحری بیڑے کا آغاز کیا اور مسلمان قوم سب سے پہلی مرتبہ بحری جہاد سے سرفراز ہوئی۔

(۷) ابودرداء فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ زیادہ مشابہت رکھنے والی نماز پڑھانے والا معاویہ کے سوا کوئی نہیں دیکھا۔

(۸) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔

(۹) سیدنا معاویہ کی قیام گاہ یعنی آپ کے والد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا مکان رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشرکین مکّہ کی ایذاء رسانی سے پناہ گاہ ثابت ہوتا تھا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے طبقات ابن سعد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مشرکین مکّہ اذیت وتکلیف پہنچاتے تو آپ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے

گھر میں پناہ لیا کرتے تھے اسی احسان کا بدلہ اور شکریہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکّہ کے موقع پر یہ اعلان فرما کرادا کیا۔ ''مَنْ دَخَلَ دَار ابی سفیان فھو اٰمِنٌ'' یعنی ابتدائے اسلام کی عسرتوں اور پریشانیوں میں جو مکان پناہ گاہ رسول بنا آج جو شخص بھی اس میں پناہ حاصل کرے گا اسے امان دے دی جائی گی۔ (مسلم)

(۱۰) رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ (لسان المیز ان)

(۱۱) لوگوں کو خبر دی جائے کہ معاویہ جنتی ہیں۔ (طبرانی)

(۱۲) خلیفہ عادل وراشد برحق سیدنا معاویہ بارہ خلفاء میں شامل ہیں جن کی بشارت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

(۱۳) خود سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ فرماتے ہیں کہ سید المرسلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کرو جب ہم وضو کر چکے تو آپ نے فرمایا اے معاویہ! اگر تو خلیفہ بنایا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔

(۱۴) رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پوری اُمّت میں سب سے زیادہ سخی کہا اور ایک روایت میں سب سے زیادہ سنجیدہ کہا۔

(۱۵) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یا اللہ معاویہ کو ملکوں کی حکومت عطاء فرما۔ (کنز العمال)

(۱۶) سیدنا امیر معاویہ سلام اللہ ورضوانہ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات جنت الفردوس کے دروازے پر ہوگی

(۱۷) سیدنا معاویہ پر جبریل امین نے سلام بھیجا۔ (البدایہ والنہایہ)

(۱۸) سیدنا معاویہ کے لشکر کو بشارت جنت خود ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

سیدنا معاویہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما:

(۱) سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ نے فرمایا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے میرا اختلاف صرف سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مسئلہ پر ہے اگر وہ خون عثمان کا قصاص لے لیں تو اہلِ شام میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلے میں ہوں گا۔ (البدایہ والنہایہ)

(۲) خلیفۂ راشد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لشکر کے مقتول اور معاویہ کے لشکر کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔

(۳) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفّین سے واپسی فرمایا امارت معاویہ کو بھی بُرا نہ سمجھو کیونکہ جس وقت وہ نہ ہوں گے تم سروں کو گردنوں سے اڑتا ہوا دیکھو گے۔

(۴) خلیفہ عادل سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب شہادت سیدنا علی کی خبر ملی تو رونے لگے۔ (البدایہ)

(۵) سیدنا معاویہ نے سیدنا علی کو صاحب علم کہا۔ (البدایہ)

(۶) سیدنا معاویہ نے سیدنا علی کو صاحبِ فقہ کہا۔ (البدایہ)

(۷) سیدنا معاویہ نے سیدنا علی کو صاحبِ فضل کہا۔ (البدایہ)

(۸) حضرت ابوامامہ سے سوال کیا گیا سیدنا معاویہ وعمر بن عبدالعزیز میں سے افضل کون ہے آپ نے جواب دیا ہم اصحاب محمد کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے افضل ہونا تو کُجا۔

(۹) سیدنا معاویہ نے فرمایا بخدا سیدنا علی مجھ سے بہتر ہیں۔

(۱۰) سیدنا معاویہ نے روم کے بادشاہ کو جوابی خط لکھا تو اس میں یہ لکھا سیدنا علی میرے ساتھی ہیں اگر تو ان کی طرف کوئی غلط نظر اٹھائے گا تیری حکومت کو گاجر مولی کی طرح اکھاڑ دوں گا۔

(۱۱) اے نصرانی اگر سیدنا علی کا لشکر تیرے خلاف راونہ ہوا تو سب سے پہلے سیدنا علی کے لشکر کا سپاہی بن کر تیری آنکھیں پھوڑ دینے والا معاویہ ہوگا۔ (البدایہ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مشاہیر اسلام کی نظر میں:

(۱) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنا اتنا بڑا جرم ہے جتنا بڑا جرم سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہنا ہے۔

(۲) امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر جنگ میں ابتداء کی تو صلح میں بھی ابتدا کی۔

(۳) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: سیدنا معاویہ اسلامی حکومت کے بہت بڑے سردار ہیں۔

(۴) امام احمد بن حنبل: تم اگر معاویہ کے کردار کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے بے شک یہی مہدی ہیں۔

(۵) حضرت عوف بن مالک مسجد میں قیلولہ فرمارہے تھے کہ خواب میں ایک شیر کی زبانی آواز آئی جو من جانب اللہ تھی کہ معاویہ کو جنتی ہونے کی بشارت دے دی جائے۔

(۶) قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ سیدنا امام معاویہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں برادرِ نسبتی اور کاتبِ وحی ہیں جو ان کو برا کہے اس پر لعنت۔

(۷) امام ابن خلدون نے فرمایا کہ سیدنا معاویہ کے حالات زندگی کو خلفائے اربعہ کے ساتھ ذکر کرنا ہی مناسب ہیں کیونکہ آپ بھی خلیفہ راشد ہیں۔

(۸) حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ امام معاویہ مسلمانوں کے امام برحق ہیں ان کی برائی میں جو روایتیں لکھی گئی ہیں سب کی سب جعلی اور بے بنیاد ہیں۔

(۹) امام ربیع بن نافع فرماتے ہیں کہ امام معاویہ اصحاب رسول کے درمیان پردہ ہیں جو یہ پردہ چاک کرے گا وہ تمام صحابہ پر لعن طعن کی جرأت کر سکے گا۔

(۱۰) علامہ خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں سیدنا علی مرتبے میں امام معاویہ سے افضل ہیں لیکن دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں بلکہ مملک اسلامیہ کے دوستون ہیں ان کے باہمی اختلافات کے فتنہ کا تمام گناہ سبائی فرقہ کے سر ہے۔

(۱۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خود اس شخص کو کوڑے مارے تھے جو سیدنا معاویہ پر سب وشتم کیا کرتا تھا۔

(۱۲) احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ جو شخص سیدنا امام معاویہ پر طعن کرے وہ دوزخی کتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز حرام ہے۔

دشمنانِ صحابہ کرام ایک نا ز بنام کونڈے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب کر رکھی ہے اگر چہ ایصالِ ثواب کی نیت اللہ کے نام کی نیاز دینے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن ۲۲/ رجب کی تاریخ سے امام جعفر صادق کو کوئی نسبت نہیں یعنی نہ یہ ان کی تاریخِ ولادت ہے نہ تاریخِ وفات۔ بلکہ کونڈے دشمان صحابہ کی من گھڑت رسم ہے جو درحقیقت صحابی رسول مقبول خلیفۂ راشد وبرحق امام معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں مناتے ہیں کیونکہ ۲۲/ رجب المرجب کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات ہے۔ سیدنا جعفر صادر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸/ رمضان ۸۰ھ اور وفات ۱۵/ شوال ۱۴۸ھ میں ہے۔

کونڈوں کی ابتدا:

۱۹۰۶ء میں ریاست رام پور (یوپی) میں امیر مینائی لکھنوی کے فرزند خورشید مینائی نے من گھڑت داستان عجیب کے نام سے چھاپ کر کونڈوں کی رسم کو پھیلایا پھر یہ رسم بد لکھنو میں پہنچی اور ۱۹۱۱ء تک بڑی تیزی سے دوسرے علاقوں میں پھیل گئی۔

جب یہ رسم پھیلی تو شروع شروع میں اہلِ سنت کا غلبہ تھا اس لیے شیعہ اہل سنت سے ڈرتے تھے اور چھپ چھپ کر ایک دوسرے کے گھر جا کر شیرینی وغیرہ کھاتے اور سیدنا معاویہ کے وفات پر در پردہ خوشیاں مناتے۔

اہل سنت کا کونڈوں کی رسم میں شامل ہونا:

دشمنانِ صحابہ نے اہلِ سنت کو دھوکہ دینے اور اپنی صحابہ کرام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لیے کونڈوں کی رسم کو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کر دیا اور ان پر تہمت لگائی کہ انھوں نے ۲۲/ رجب کو اپنے نام کی نیاز دینے کا حکم دیا ہے حالانکہ امام جعفر صادق سے اس شرک کی تلقین تو درکنار تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سو اہلِ سنت نے بھی اس بے بنیاد رسم کو اپنا لیا اور غیر شعورت طور پر اس خوشی اور جشن میں شریک ہوئے۔ اگر اس ۲۲/ رجب کی تاریخ کو ان کی ولادت یا وفات ہوتی تو ان کے ایصالِ ثواب کے غرض سے اللہ ہی کے نام کی نیاز دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قسط:۱۳

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

ڈاکٹر عزیز علی میدانِ عمل میں:

ہندو اپنے مکانوں کو خالی چھوڑ کر شہر کے باہر اسلامیہ ہائی سکول حال اسلامیہ کالج کے وسیع گراؤنڈ میں پناہ لے چکے تھے۔ مسلمان ہندوؤں کے گھروں میں داخل ہو کر ان کا سامان لوٹنے میں مصروف تھے۔ ایسے حالات میں ڈاکٹر عزیز علی کی ''رفاہِ عامہ'' کمیٹی کے اراکین جو شروع سے ہی ایک منظّم صورت میں رفاہی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے رہے تھے۔ انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ لوٹ کا سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ یہ سامان جو مسلمان اپنے گھروں میں لے جا رہے ہیں انہیں اکٹھا کر کے مہاجرین کے لیے سنبھال لینا چاہیے۔ تا کہ وہ لوگ جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر پاکستان آ رہے ہیں، اُن کے استعمال میں لایا جا سکے۔ چنانچہ دوسرے روز ہی احرار اور خاکسار رضا کاروں کے ذمے یہ کام لگا دیا گیا کہ وہ شہر کے چوکوں اور اہم مقامات پر کھڑے ہو کر مسلمانوں سے وہ گھریلو سامان جس میں پہننے کے کپڑے، برتن، بستر، چارپائیاں اور اس نوعیت کی دوسری چیزیں جو گھریلو استعمال میں بنیادی طور پر استعمال ہوتی ہیں اُن سے لے کر خالی مکانوں میں جمع کرنا شروع کر دیں۔ ڈاکٹر عزیز علی، ملک اللہ دتہ (صدر احرار) ابا جی نذیر مجیدی اور شہر کے دوسرے معززین حضرات اس سارے کام کے نگران تھے۔ یہ لوگوں کو تلقین کرتے تھے کہ بھائیو! یہ سامان آپ کے لیے حرام ہے۔ اس کو اپنا وطن چھوڑ کر پاکستان آنے والے مسلمانوں کے لیے جمع کراؤ۔ تمہارے گھروں میں تو یہ سب کچھ موجود ہے۔ پھر تم یہ سب کچھ لوٹ کر نہ تو اخلاقی طور پر کوئی اچھا کام کر رہے ہو اور نہ ہی ہمارا دین اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ اس تلقین اور ترغیب کا ایسا اچھا اثر ہوا کہ لوگ ہندوؤں کے گھروں سے سامان لا کر اُن جگہوں پر ''رفاہِ عامہ'' کے اراکین کے پاس خود جمع کرا رہے تھے اور میں یہ سب کچھ دیکھ کر بڑا حیران تھا کہ یک دم شہر کے لوگوں کا اندازِ فکر کیسے تبدیل ہو گیا۔ کل تک تو یہ لوگ بے تحاشا لوٹ کا سامان اپنے گھروں کو لے جا رہے تھے اور آج وہی سامان اپنے ہاتھوں سے خود اٹھا کر جمع کرا رہے ہیں۔ میں خود اس سارے کام میں بطور احرار رضا کار شامل رہا۔ چند ہی دنوں میں کئی خالی مکانات مہاجرین کے لیے اس سامان سے بھر گئے اور اُنہیں قفل لگا کر چابیاں ذمہ دار لوگوں کے سپرد کر دی گئیں۔ یہ کام مکمل ہوا تو مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ بھی شہر کے مسلمانوں کے لیے ایک بڑا امتحان تھا کہ مقامی لوگ آنے والے لُٹے پٹے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہ مقامی لوگوں نے خود ہر طرح کی تکلیف کو برداشت کر کے آنے والے مہاجرین کے لیے

آسانیاں فراہم کیں۔ ایثار، خلوص، دینی جذبہ اپنے پورے عروج پر تھا۔ شہر کے اہم لوگ جو ڈاکٹر عزیز علی کی قیادت میں ایک منظّم تنظیم میں تبدیل ہو چکے تھے اور جس تنظیم کی اصل طاقت مجلس احرار اسلام کے جانباز رضا کار اور خاکسار تنظیم کے رضا کار تھے جو دن رات مہاجروں کی خدمت میں مصروف نظر آتے۔

مہاجرین کا کیمپ:

ریلوے اسٹیشن چنیوٹ پر مہاجرین کی گاڑیاں آتی تھیں۔ کثیر تعداد میں لوگ اُن کے استقبال کے لیے موجود ہوتے۔ تانگوں اور ریہڑوں پر اُن کا سامان اٹھا کر اسلامیہ ہائی سکول جو کہ ہمارے گھر کے ساتھ تھا وہاں لے آتے۔ جن کے تانگے ریہڑے تھے وہ رضا کارانہ طور پر کام کر رہے تھے۔ کسی قسم کا کوئی معاوضہ وصول نہیں کر رہے تھے۔ ایک دن ایک گاڑی آتی، پھر دوسرے یا تیسرے دن دوسری گاڑی آتی۔ ملک اللہ دتہ (صدر مجلس احرارِ اسلام) اپنے رضا کاروں کے ہمراہ خود اسٹیشن پر مہاجرین کے استقبال کے لیے موجود ہوتے اور اُنھیں تانگوں اور ریہڑوں گدھا گاڑیوں غرض یہ کہ مختلف ذریعوں سے مہاجر کیمپ میں لایا جاتا۔ کیمپ میں اُنہیں ہر طرح کی سہولت مہیا تھی۔ دو وقت کا کھانا لوگ مہیا کر رہے تھے۔ آٹے کی بوریاں، سبزی، چاول کی بوریاں، گُڑ، شکر اور اس طرح کا سامان رضا کارانہ طور پر جمع ہو جاتا۔

یہ صورت حال دیکھ کر جی خوش ہوتا کہ مسلمانوں میں وہ جذبہ آج بھی موجود ہے جو کہ اس وقت تھا کہ جب مکّہ کے مسلمان حضور سرورِ کائنات کے حکم کے تحت مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تھے۔ مہاجرین کے پاس لوگ ویسے بھی بیٹھ جاتے۔ اُن کی دکھ بھری کہانیاں سنتے، انھیں دلاسا دیتے، اُن کی قربانیوں پر اُنھیں حوصلہ بھی دیتے کہ کوئی بات نہیں۔ اب ہماری موجودگی میں آپ کو یہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

ایک عرصہ تک یہ کیمپوں کی زندگی کا سلسلہ جاری رہا اور چنیوٹ کے مسلمانوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ ڈاکٹر عزیز علی اپنے مخلص ساتھیوں کے ساتھ اس سارے کام کے نگرانِ اعلیٰ تھے۔ ہر جمعہ کو شاہی مسجد میں ڈاکٹر عزیز علی تقریر میں لوگوں کو نظم وضبط کی تلقین کرتے، مہاجرین کے ساتھ اتحاد وتعاون کی اہمیت واضح کرتے اور وہیں نماز جمعہ ادا کر کے اپنی تنظیم کا اجلاس بھی کرتے۔

سکھ رجمنٹ کی آمد اور شہر کے لوگوں کی پریشانی:

ہندوؤں کے کیمپ کی حفاظت کے لیے بہت جلد ہندوستانی فوج میں سکھ رجمنٹ کے دس بارہ فوجی چنیوٹ آ گئے۔ انھوں نے ایک ایسا کام شروع کر دیا جس نے پورے شہر میں خوف اور پریشانی کی فضا پیدا کر دی۔ یہ لوگ اپنی جیپ میں کبھی جھنگ روڈ اور کبھی فیصل آباد روڈ اور کبھی لاہور روڈ پر دور تک نکل جاتے اور روزانہ دو تین راہ چلتے مسلمانوں کو گولی کا نشانہ بنا کر اُنہیں شہید کر دیتے۔ پنجاب کی حکومت میں ابھی اتنا استحکام نہیں تھا کہ یہاں کی مقامی پولیس فورس انہیں روک سکتی۔ اب یہ ایک ایسا مسئلہ بن گیا جس کا تدارک بظاہر کسی کے بس کی بات نظر نہیں آتی تھی۔ لہٰذا یہ مسئلہ ''رفاہِ عامہ'' کمیٹی

میں زیر بحث لایا گیا۔ڈاکٹر عزیز علی کی زیر صدارت اجلاس میں طے پایا کہ شہر کے لوگوں کی پریشانی کو دور کرنے اور اُن کے حوصلے بلند کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر جلسے کیے جائیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نواب ممدوٹ کو ٹیلی گرام کے ذریعے ان حالات سے آگاہ کیا جائے اور سب سے اہم فیصلہ ڈاکٹر عزیز علی کی تجویز پر کیا گیا کہ سکھوں سے ملاقات کر کے اُنھیں کہا جائے کہ وہ اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دینے تک محدود رہیں جن کے لیے انھیں یہاں پر بھیجا گیا ہے کہ ہندوؤں کے کیمپ میں اُن کی جانوں کی حفاظت کریں۔اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام اُن کے لیے نقصان کا باعث بنے گا۔

سکھوں سے مسلمانوں کے وفد کی ملاقات:

سکھوں سے ملاقات کا وقت اور جگہ طے ہوگئی۔تھانہ صدر کے باہر کھلے گراؤنڈ میں یہ ملاقات ہوئی۔سکھ کمانڈر دو تین ساتھیوں کے ساتھ آیا۔اور ادھر ڈاکٹر عزیز علی، ملک اللہ دتہ (صدر مجلس احرارِ اسلام) اور چند دوسرے معززین شہر بھی اس میں شامل تھے۔کسی طرح مجھے بھی اس پروگرام کا پتہ چل گیا۔میں بھی چھپ چھپا کر وہاں پہنچ گیا۔یہ چھپ چھپا کر کوشش اس لیے کی گئی کہ میں جانتا تھا کہ اگر ملک صاحب صدر احرار کو میرا پتہ چل جاتا کہ میرا بھی یہ پروگرام ہے وہ کبھی مجھے اس بات کی اجازت نہ دیتے اور میں چاہتا تھا کہ اُن سکھوں کے ساتھ جو بات ہو میں سنوں۔دونوں وفود جب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے تو میں بھی چپکے سے وہاں جا کھڑا ہوا۔عین ڈاکٹر صاحب کی کرسی کے پیچھے۔ملک صاحب نے مجھے دیکھا اور اُن کے چہرے پر غصے کے تاثرات بھی مجھے محسوس ہوئے لیکن بات شروع ہونے والی تھی اس لیے وہ کچھ نہ کر سکے۔ڈاکٹر عزیز نے بڑے حوصلے اور بہادری کے ساتھ سکھ کمانڈر کو کہا کہ ''میرے بھائی آپ جس کام کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں وہ کام کریں اور اس کام میں آپ کو کوئی دقت محسوس ہو تو آپ ہم سے رابطہ قائم کریں ہم آپ کی ہر ممکن مدد کو تیار ہیں۔آپ کو شاید علم نہیں کہ یہ ہندو جو اس وقت اپنے کیمپ میں بیٹھے ہیں۔یہ ہماری وجہ سے اور اللہ کے کرم سے زندہ اور سلامت ہیں، ہم نے ہی انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچایا ہے۔ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے شہر میں ہندوؤں کا قتلِ عام ہو اگر ہم یہاں پر نہ ہوتے تو اس وقت تک ایک ہندو بھی زندہ نہ رہتا اور آپ کو پھر یہاں آنے کی تکلیف ہی نہ کرنا پڑتی جو کام آپ نے شروع کیا ہے اس کا ردِعمل یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پھر مسلمان اٹھ کر وہی کام کرنا شروع کر دیں جس سے ہم نے اُنھیں روک رکھا ہے۔آپ کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ آپ پاکستان میں ہیں اور صرف چند ہیں۔لہٰذا ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو قتل کرنا بند کریں اور اپنا کام کریں۔ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔سکھوں نے بھی بڑے تحمل کے ساتھ بات کو سنا اور کہا کہ اچھا ہم کوشش کریں گے کہ آپ کی باتوں پر عمل کریں اور آپ کو کوئی شکایت نہ ہو۔ویسے بھی انھوں نے کوئی ایسی بات تسلیم نہ کی جو حقیقتاً انھوں نے کی ہوئی تھی بات چیت ختم ہوئی تو صوبائی حکومت کو اس کی اطلاع دے دی گئی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ بھی کیا گیا کہ اس غلط کام کا سدِباب کیا جائے۔

شاہی مسجد میں جلسہ:

شہر میں بڑا جلسہ شاہی مسجد میں کیا گیا۔ جس میں مسلمانوں کے حوصلے بلند کرنے کے لیے تقریریں بھی کی گئیں۔ میں اس جلسے میں شامل تھا۔ جس میں ملک اللہ دتہ جو پنجابی میں بڑی اچھی تقریر کر لیتے تھے ایک تقریر کی تھی جس کا صرف ایک فقرہ ہی ذہن میں رہ گیا ہے اور فقرہ ایسا تھا کہ اُسے بھولنا میرے بس میں ہی نہیں۔ انھوں نے شہر کے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

''جُھگے وچوں چھے یا سَت سکھ فوجی ہین تُسیں اُنہاں کولوں ڈردے پئے ہو تُسیں تا اُنہاں تے ہک ہک تُھک وی سٹو تے اوتہاڈی تُھکاں نال ای ڈب کے مرجاون''

ترجمہ: لے دے کے چھے یا سات سکھ فوجی ہیں آپ کو اُن سے خوف ہے۔ اگر تم لوگ ایک ایک تھوک ہی اُن پر پھینک دو تو وہ سکھ فوجی تمہاری تھوکوں میں ڈوب کے مر جائیں۔

نیازی تھانیدار کا کارنامہ:

بعد میں سکھ سپاہی کہیں بھوانے تک گئے۔ بھوانہ کا تھانیدار نیازی تھا جس کو سکھوں کے ان کارناموں کا پتہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو اس طرح قتل کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے سپاہیوں کو تھانے کی عمارت پر پہلے ہی مورچے میں بٹھا دیا تھا اور کہا کہ اگر یہاں آئیں تو میرے حکم پر ان فوجیوں پر فائر کھول دینا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے سکھوں کی ذلت اُن کی قسمت میں لکھی تھی۔ وہ تھانے میں آئے اور پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگایا۔ تھانے کے سپاہیوں نے بندوقیں تان لیں ''ہینڈز اپ'' کہہ کر اسلحہ لے لیا اور حوالات میں اُن کو بند کر دیا۔ دوسرے دن اُنہیں یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ آئندہ کوئی شکایت آئی تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ بس پھر کیا تھا دو دن میں حکومت کی طرف سے پٹھان رجمنٹ کے سپاہی آ گئے اور سکھ سپاہی اپنی حد میں رہنے پر مجبور ہو گئے۔ یہ بات بھی سننے میں آئی کہ چنیوٹ کے ہندوؤں نے سکھ رجمنٹ کے سپاہیوں سے یہ بھی کہہ رکھا تھا کہ اگر تم صرف ڈاکٹر عزیز علی کو ہی ختم کر دو تو ہم یہ سمجھیں گے کہ ہم نے اپنے ہر نقصان کا بدلہ لے لیا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ ڈاکٹر عزیز علی نے شہر کے مسلمانوں کو ایک تنظیم کی شکل میں منظّم کر دیا تھا اور ہندوؤں کی تخریبی سرگرمیوں پر اُن کی گہری نظر تھی۔ کئی ہندوؤں کو اُنہوں نے قیامِ پاکستان سے پہلے ہی گرفتار بھی کروایا تھا۔ اور پھر سب سے بڑی وجہ اُن کا ہندو سے مسلمان ہو جانا بھی تھا۔

ایک ہندو زخمی حالت میں دیکھا گیا جسے میں نے گھر پہنچایا۔ ایک ہندو کی لاش ایک محلّہ میں، میں نے دیکھی جس کے اوپر سے گزر کر مسلمان ہندوؤں کے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ لاری اڈے کے ڈرائیوروں نے ایک تنظیم بنائی جو چنیوٹ ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کو روک کر ہندوؤں اور سکھوں کو قتل کر دیتے تھے۔ اس کی تصدیق اس طرح ہوئی کہ مجھے کسی نے بتایا کہ ریلوے اسٹیشن کے پار دوسری طرف بڑے بڑے کھڈے ہیں وہاں کچھ سکھوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ میں نے سکھوں کی چند لاشیں وہاں پر دیکھی تھیں۔ ''ڈھلاں والی'' ہندو محلے کو آگ لگائی گئی جس کی وجہ ہندوؤں کی اپنی جارحانہ

سرگرمیاں تھیں۔اس کے علاوہ کہیں سے کوئی ایسی خبر اس تمام عرصے میں نہیں ملی۔

چنیوٹ شہر میں قادیانیوں کی آمد:

مہاجرین ابھی اپنے کیمپوں میں ہی تھے کہ آہستہ آہستہ قادیان سے قادیانیوں کے قافلے چنیوٹ پہنچنا شروع ہو گئے۔انہیں حکومتِ پنجاب کی خصوصی ہدایات کے تحت ہندوؤں کے خالی مکانوں میں بٹھا دیا گیا۔فارمل سکول چوک ختم نبوت میں قادیان کا تعلیم الاسلام سکول کھول دیا گیا اور وہاں پر قادیانی طالب علموں نے اپنا تعلیمی سلسلہ شروع کر دیا۔میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ ہندوؤں کے مکانوں میں مسلمانوں کو آباد کیا جائے گا۔مجھے اس سے شدید دھچکا لگا۔حکومت مہاجرین کی بجائے قادیانیوں کی آباد کاری اور اُن کے مفادات کا تحفظ کر رہی تھی۔کیوں کہ انگریزوں کی طرف سے انھیں یہی ہدایت تھی۔میں نے صدر مجلس احرار اسلام چنیوٹ ملک اللہ دتہ سے کہا کہ یہ قادیانی ہندوؤں کے مکانوں میں رہائش پذیر ہو گئے ہیں،مہاجرین کہاں جائیں گے؟ ملک صاحب نے جواب میں کہا:

''تمھیں کس نے یہ کہا ہے کہ قادیانی یہاں آباد ہو جائیں گے انہیں تو عارضی طور پر چنیوٹ میں بٹھایا گیا ہے۔یہ جلدی دریا کے پار اپنا الگ شہر بنائیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے۔''

اس وقت ہم نونہالانِ احرار کی الگ تنظیم تھی۔ہمارا دفتر الگ تھا اور ہم الگ پریڈ کیا کرتے تھے۔میں ان احرار نونہالوں کا لیڈر تھا۔ہم تقریباً سوڈیڑھ سو کے قریب لڑکے تھے۔تحفظ ختم نبوت کا جذبہ ہمیں مجلس احرار اسلام سے ہی ملا تھا۔اور عقیدۂ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان کی وجہ سے ہم قادیانیوں کو اسلام،مسلمانوں اور وطن کا بدترین دشمن سمجھتے تھے اور الحمد للہ اب بھی انھیں دشمن ہی سمجھتے ہیں۔اسی وجہ سے میری اور میرے ساتھیوں کی قادیانیوں کے ساتھ کئی دفعہ مڈبھیڑ بھی ہوئی۔ایک دفعہ مجھے اُنھوں نے ہاکیوں سے مارا،لیکن مار کر بھاگ گئے۔میں اُن کے پیچھے بھاگا۔لیکن وہ گلیوں میں چھپ گئے۔ایک دن وہ قابو میں آ گئے تو ہم نے بھی حساب برابر کر دیا۔

جاری ہے

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
28 جون 2012ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

جے میں وارث ہُندا!

ڈاکٹر رشید انور

جے وارث میں وارث ہُندا جے میں لکھدا ہیر کہانی
اس قصے دی ہیر نوں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

جنھے ماں دا مان گنوایا ، جنھے پیوں دی پَت لہائی
جنھے گھر وچ چور لیاندا ماپیاں دے گھر سَنھ لوائی
چُوری نالوں مِٹھی عزت وچ بیلے دے ڈوہل گنوائی
ماپیاں کولوں جنھے کھوہ لئی لاڈ پیار دی سب وَڈیائی
نال دِھیاں دے نفرت دی اِک جگ تے جنھے ریت چلائی
دِھی جمّے تے ہُن کوئی وارث دیندا وی نئیں آن ودھائی

میں تے وارث کدی نہ لکھدا ہیر نوں پیار، وفادی رانی
اس قصے دی ہیر نوں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

جے وارث میں وارث ہُندا جے میں لکھدا ہیر بیان
قصے دا ہیرو نہ بن دا ہوچھا ، اتھرا اِک جوان
بھیڑ زمانے دی اوہ مُنڈا ہُوڑی ، ضدّی تے نادان
اوہ رانجھا ، اور نرا نکمّا سارے گھر دا نافرمان
جیہدی نبھی نہ نال بھراواں جیہدی قینچی وانگ زبان
کیہڑی گل تے دس خاں وارث تُدھ ودھائی اوہدی شان

میں تے وارث کدی نہ دیندا عشق دی رانجھے نوں سلطانی
اس قصے دی ہیر نوں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

جے وارث میں وارث ہُندا جے کدھرے میں قلم اٹھاوُندا
اَت شرافت دا اک پُتلا سیدا پھردا نہ شرماوُندا
رن دا روگ گنواون خاطر گھر وچ جوگی اوہ نہ لیاوُندا
مکر فریب چلِتّراں والی ہیر دی ہتھیں الکھ مُکاوُندا

جتّی ہیر دے ڈَکرے کر کے کِدھر کھوہ ٹوبے دفناوَندا
پَھوّیاں اگے سینہ ڈاہ کے اپنی لج نو پال وکھاوَندا
دیس پنجاب دی غیرت اُتوں صدقے کردا جِند جوانی
اس قصے دی ہیر نوں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

جے وارث میں وارث ہُندا جے میں زور وکھاوَندا فن دا
کیدو جیہے فرشتے تائیں میں وارث شیطان نہ من دا
میں لکھدا تے اونہوں لکھدا پہرے دار عزت دے دھن دا
جنہے پتہ نشانی دسیا گھر وچ سپ دے زہری پھَن دا
کسے دی دھی نوں اپنی جاتا اوہ سی پاک پَوتر من دا
میرا کیدو مار نہ کھاندا اوہ چوراں دے گِٹّے بھَن دا
میں کیدو نوں اَنکھی لکھدا لکھدا پنڈا دا پیر گیانی
اس قصے دی ہیر نو ں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

جے وارث میں وارث ہُندا میرے قلم توں سہتی ڈردی
او بھابھی دے آکھے لگ کے وِیر دا جُگا چوڑ نہ کر دی
جھوٹھا ہیر نوں سپ نہ لڑ دا جے شیطان دا روپ نہ بھر دی
وِشے وکار دی خاطر بھیڑی اِنج بے لجّی ہو نہ مردی
آس مُراد نہ پاوَندی بھانویں پَیر دلہیز وں باہر نہ دھر دی
دھی پنجاب دی بن کے دسدی دھیاں دا ناں اُچا کر دی
دیس پنجاب دی دھی دے منہ تے کھیہ نہ پاوَندی خصماں کھانی
اس قصے دے ہیر نوں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

جے وارث میں وارث ہُندا بال ناتھ نوں گورو نہ کہندا
بھنگی چرسی کٹھے کر کے گھورکھ دھندا لا نہ بہندا
تے جے سچ مچ گورو اوہ ہُندا دا رانجھے نوں او جوگ نہ دیندا
جہڑا اوہدے در تے جاندا اوہ مُڑ اوسے در دا رہندا
سجناں دا غم سینے لا کے ہَس کے پیڑ ہجر دی سہندا
پتہ نشانی کجھ نہ لبھدے ایسا عشق دے کھوہ وچ لہندا

میرا رانجھا کدی نہ کردا کَن پڑواوَن دی کارستانی
اس قصے دی ہیر نوں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

جے وارث میں وارث ہُندا میرا قلم انصاف کماوَندا
کدی وی میرے قلم دا قاضی عدل دے ناں نوں داغ نہ لاوَندا
رانجھے دے سنگ اُدّھل جانی ہیر نوکھیڑیاں ہتھ پھڑاوَندا
سیدے بے دوشے دے گھر نوں حق انصاف دے نال بچاوَندا
بھانویں رانجھا جوگی اوہدے محل منارے ساڑ گنواوَندا
اوہ انصاف دا خون نہ کردا سگوں اوہ حق دا مان ودھاوَندا

عدل ترازو تول دا سانواں بھانویں جاندی جِند نمانی
اس قصے دی ہیر نوں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

جے وارث میں وارث ہُندا میں ایہہ قصہ ہور بناوَندا
میری ہیر دا وارث رانجھا پیار دا آ کے مان ودھاوَندا
عشق دی گل نوں آپ سمجھدا بہہ کے ہیر تائیں سمجھاوَندا
نمک حرام کدی نہ بن دا مالک دے گھر سَنھ نہ لاوَندا
چُپ چپیتیاں پتنگے ہیر توں جِندڑی گھول گھماوَندا
جگ تے عشق عبادت بن دا ایسی جگ نوں جاچ سکھاوَندا

عشق دا اصل مقام کیہہ ہُندا اے میں دسدا ایہہ پتہ نشانی
اس قصے دی ہیر نوں لکھدا اتھری تے انموڑ جوانی

انوؔر نالوں مَنیاں وارث توں ایں بہت اُچّا فن کار
رانجھے ہیر دا پر ایہہ قصہ مینوں جاپے جھوٹھا پیار
دیس پنجاب دی غیرت دے لئی ایہنوں سمجھاں میں للکار
دیس دی ہر اک دھی دا بابل ڈُبیا اے وچ سوچ وچار
ہیر دی راہ تے ٹُر کے دِھیاں پہنچ گیاں نیں وچ بازار
جے وارث تو ویکھیں آ کے رووَیں آپ دو ہتھڑ مار

پُٹھے وَگدے جاپن تینوں پنجے دریاواں دے پانی
اس قصے دی ہیر نوں لکھدا اتھری نے انموڑ جوانی

قادیانیت نے عالمِ اسلام کو کیا دیا؟

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

قادیانیت برصغیر پاک و ہند کی سرزمین کے لیے خصوصاً اور تمام مسلمانانِ عالم کے لیے عموماً ایک استعماری تحفہ ہے جسے مسلمانوں کو مذہبی و سیاسی طور پر نقصان پہنچانے کے لیے پیدا کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں اپنی، اپنے بھائی اور والد کی برطانوی استعمار کے لیے خدمات پر فخر کیا ہے اور ان خدمات کو بے نظیر قرار دیا ہے اور اپنی کتاب تریاق القلوب میں قادیانی جماعت کے لیے خودکاشتہ پودا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو مذہبی مباحث میں الجھانے اور ان کی فکری وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے۔

۱۔ مسلمان قیامت کے نزدیک امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے منتظر ہیں، اس نے ان حضرات کی جگہ لینے کا دعویٰ کر دیا اپنے لیے مسیح موعود اور مہدی معہود کے القاب اختیار کیے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہا کہ قرآن وحدیث میں جس مسیح کے آنے کا ذکر ہے اس سے میں مراد ہوں۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کو جاری قرار دیا اور خود نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

۳۔ انبیاء کرام کے معجزات کا انکار کرتے ہوئے قرآنی آیات کی رکیک تاویلیں کیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیائے موتی سے مردہ دلوں کو زندہ کرنا مراد لیا اور مردوں کے زندہ ہونے کا صراحتاً انکار کیا۔

۴۔ عیسائی پادریوں سے مقابلہ کی ٹھانی تو عیسائی پادریوں کو گالیاں دیں اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو انتہائی نازیبا الفاظ سے یاد کیا اور ان کی ذات پر سنگین الزامات لگائے جو کہ ناقابلِ بیان ہیں۔

۵۔ ہندو پنڈتوں سے مقابلہ کرنا چاہا تو ہندومت کے متعلق غیر شائستہ زبان استعمال کی۔ جوابی کارروائی کرتے ہوئے ہندوؤں اور عیسائیوں نے اسلامی مقدس شخصیات خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور کئی کتابیں تحریر کیں اس طرح مرزا قادیانی نے ہندو مسلم اور عیسائی مسلم کشمکش میں اضافہ کیا۔

۶۔ مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی مستقل تفسیر تو نہیں لکھی لیکن اپنی تصانیف میں متعدد آیات کی وہ تفسیر لکھی کہ اسے تفسیر کی بجائے تحریف قرار دینا زیادہ بہتر ہے مثلاً لکھا کہ سورہ تحریم میں امت محمدیہ میں مسیح موعود پیدا ہونے کی پیش گوئی لکھی ہوئی ہے۔

مالک یوم الدین سے مسیح موعود کا زمانہ مراد ہے۔

دابۃ الارض سے کسی جگہ علمائے سوء مراد لیے تو کہیں لکھا کہ اس سے اسلام کا دفاع کرنے والے متکلمین مراد ہیں کسی جگہ اسے طاعون کا کیڑا قرار دیا۔

۷۔ مسلمان تو الگ رہے مرزا قادیانی نے اپنے ماننے والوں کو بھی ذہنی الجھنوں کا شکار رکھا، اس کی تصانیف میں دعویٰ نبوت کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی ہے۔ اپنے امام مہدی ہونے کا انکار بھی ہے اور اقرار بھی ہے۔ خود کو مسیح موعود بھی کہتا ہے اور انکار بھی کرتا ہے۔ کہیں اپنے منکروں کو کافر لکھا تو کہیں مسلم۔

مرزا قادیانی کی ان دورنگی تحریروں کی وجہ سے قادیانی جماعت میں متعدد گروہ پیدا ہوئے جن میں سے لاہوری گروپ اور قادیانی گروپ زیادہ مشہور ہیں۔

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مرحوم نے بجا طور پر لکھا ہے:

> ''ایک ایسے نازک وقت میں عالم اسلام کے نازک ترین مقام ہندوستان میں جو ذہنی و سیاسی کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا مرزا غلام احمد اپنی دعوت اور تحریک کے ساتھ سامنے آتے ہیں وہ عالم اسلام کے حقیقی مسائل ومشکلات اور وقت کے اصلاحی تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں، علم و قلم کی طاقت ایک ہی مسئلہ پر مرکوز کر دیتے ہیں وہ مسئلہ کیا ہے؟ ''وفات مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ'' اس مسئلہ سے جو کچھ وقت بچتا ہے وہ حرمت جہاد اور حکومت وقت کی وفاداری اور اخلاص کی دعوت کی نذر ہو جاتا ہے۔ ربع صدی کی تصنیفی و علمی زندگی اور جدوجہد کا موضوع اور ان کی دلچسپیوں کا مرکز یہی مسئلہ اور اس کے سلسلہ میں مخالفین سے نبرد آزمائی اور معرکہ آرائی ہے۔ اگر ان کی تصنیفات سے ان مضامین کو خارج کر دیا جائے جو حیاتِ مسیح ونزولِ مسیح اور ان کے دعاوی اور اس سے پیدا ہونے والے مباحث سے متعلق ہیں تو ان کے تصنیفی کارنامہ کی ساری اہمیت اور وسعت ختم ہو جائی گی۔''

مولانا ندوی مرحوم مزید لکھتے ہیں:

> ''مرزا غلام احمد صاحب نے درحقیقت اسلام کے علمی و دینی ذخیرہ میں کوئی ایسا اضافہ نہیں کیا جس کے لیے اصلاح وتجدید کی تاریخ ان کی معترف اور مسلمانوں کی نسل جدید ان کی شکر گزار ہو، انہوں نے نہ تو کوئی عمومی دینی خدمت انجام دی جس کا نفع دنیا کے سارے مسلمانوں کو پہنچے، نہ وقت کے جدید مسائل میں سے کسی مسئلہ کو حل کیا، نہ ان کی تحریک موجودہ انسانی تہذیب کے لیے جو سخت مشکلات اور موت و حیات کی کشمکش سے دوچار ہے کوئی پیغام رکھتی ہے، نہ اس نے یورپ اور ہندوستان کے اندر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو کوئی قابلِ ذکر کارنامہ انجام دیا ہے، اس کی جدوجہد کا تمام تر میدان مسلمانوں کے اندر ہے اور اس کا نتیجہ صرف ذہنی انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش ہے جو اس نے اسلامی معاشرے میں پیدا کر دی ہے وہ اگر کسی چیز میں کامیاب کہے جا سکتے ہیں تو صرف اس میں کہ انہوں نے اپنے خاندان اور ورثاء کے

لیے سر آغا خان کے اسلاف کی طرح پیشوائی کی ایک مسند اور ایک دینی ریاست پیدا کر دی ہے جس کے اندر ان کو روحانی سیادت اور مادی عیش و عشرت حاصل ہے۔'' (قادیانیت مطالعہ و جائزہ، صفحہ: ۱۸۲، ۱۸۳)

ایک اردو محاورہ ہے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ قادیانیت کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے مولوی محمد علی لاہوری بانی لاہوری گروپ کے قلم سے لکھوا دی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

The Ahmadiyyah Movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judaism.

''تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔''

قادیانیوں نے اس فکری انتشار کے علاوہ مسلمانوں کو سیاسی انتشار کا تحفہ بھی پیش کیا اس حوالہ سے درج ذیل نکات مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دے کر برطانوی حکومت کے ہاتھ مضبوط کیے۔

۲۔ وہ تمام مسلمان ملک جن پر برطانوی استعمار کا قبضہ تھا قادیانی سربراہوں نے وہاں اپنے مشن قائم کیے اور استعماری خدمات سرانجام دیں۔

۳۔ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۳ء تک پاکستان کا وزیرِ خارجہ رہا، اس نے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر تمام محکموں کے اعلیٰ عہدوں پر اور بیرون ملک سفارت خانوں میں اپنے ہم عقیدہ افراد کی کثیر تعداد کو متعین کیا، ان وجوہ کی بنا پر پاکستان داخلی کمزوریوں کا شکار رہا اور بیرونی دنیا میں بھی اس کی ساکھ مضبوط نہ ہو سکی۔

۴۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم الزام لگاتے تھے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ قادیانی جرنیلوں کی سازش کا نتیجے میں پاکستان پر مسلّط کی گئی۔ قادیانی انہیں احراری ہونے کا طعنہ تو دیتے رہے مگر اپنا مؤثر دفاع نہ کر سکے۔

۵۔ ۱۹۷۱ء میں جنگ لڑی گئی جس کے نتیجہ میں پاکستان دولخت ہو گیا، اس کے کئی عوامل تھے جن میں سے ایک سبب ایم ایم احمد کا چیرمین پلاننگ کمیشن کی حیثیت سے طویل عرصہ تک مشرقی پاکستان کو محرومیوں کا شکار کرنا تھا۔

۶۔ قادیانیوں کی حب الوطنی اس وقت ہی سب کو معلوم ہو گئی تھی جب قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر ملک چھوڑ دینے کا اعلان کیا تھا۔

۷۔ پاکستان کو اسلحہ کی فراہمی کے لیے امریکہ و یورپ کی طرف سے سخت شرائط عائد کرنا قادیانی سازشوں کا نتیجہ ہے۔ جس پر اخبارات کا ریکارڈ شاہد عادل ہے۔

۸۔ پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے لیکن وہ اپنی یہ حیثیت تسلیم کرنے سے انکاری ہیں اور اس طرح آئین پاکستان سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں جس کا کسی حکمران نے نوٹس نہیں لیا اور نہ ہی کسی ہائی کورٹ / سپریم کورٹ نے از خود نوٹس لے کر باز پرس کی ہے۔

۹۔ اسرائیل اسلامی ممالک کا جس طرح دشمن بنا ہوا ہے اور مسلمانوں کے پہلے قبلہ مسجد اقصیٰ پر قابض ہے، فلسطینیوں پر مظالم کے پہاڑ ڈھا رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں دوسری طرف یہ حقائق ہیں کہ اسرائیل میں قادیانی مشن عرصہ دراز سے قائم ہے، قادیانی مربی چودھری شریف احمد کی اسرائیل صدر سے ملاقات کی تصویر بارہا قومی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ موجودہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کے خفیہ اسرائیلی دورے اور مسجد اقصیٰ میں فوٹو کھنچوانے کی انٹرنیٹ پر جاری کردہ تصاویر کچھ اور کہانی سنا رہی ہیں۔

۱۰۔ قادیانی سربراہوں مرزا ناصر احمد، طاہر احمد کے اعلیٰ یورپی و امریکی حکام سے تعلقات اتنے گہرے ہیں کہ انہیں یورپ و امریکہ کے دوروں کے دوران خصوصی پروٹوکول ملتا تھا اعلیٰ حکام ان سے خصوصی ملاقاتیں کرتے تھے ان کو دعوتیں کھلاتے تھے، قادیانی مطبوعات Afriqa Speaches، دورہ مغرب اور دیگر کتب و رسائل ان تاریخی حقائق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

سوال تو یہ ہے کہ:

۱۔ قادیانیوں نے عالمِ اسلام خصوصاً پاکستان کے ساتھ جو کچھ کیا ہے کیا اسے حب الوطنی کہتے ہیں؟

۲۔ قادیانیوں نے عالم اسلام کو جو نقصانات پہنچائے ہیں کیا ان کے ہوتے ہوئے ان کو مسلمان تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

۳۔ مسلم اُمّہ کو انہوں نے جو نقصانات پہنچائے ہیں ان کی روشنی میں کیا وہ مسلمانوں کے خیر خواہ مانے جا سکتے ہیں؟

قادیانیت کے دامن پر یہ ایسے داغ ہیں جنہیں وہ ہزار دجل و فریب کے باوجود دور نہیں کر سکتے۔

ایک قادیانی بیٹی کا خط: مرزا مسرور کے نام

سہیل باوا (لندن)

ایک قادیانی بیٹی نے اپنی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور کے نام ایک خط لکھا جسے ہم ویب سائٹ سے محفوظ کر کے شائع کر رہے ہیں۔ اس خط میں قادیانی بیٹی کے پانچ سوالات کے جوابات مرزا مسرور کے ذمہ ہیں۔ (سہیل باوا)

مرزا مسرور احمد صاحب! میں احمدی ہوں اور اس سے پہلے کبھی آپ کو خط نہیں لکھا۔ میرے امی ابا ہی ہماری طرف سے دُعا کے لیے آپ کی خدمت میں لکھتے رہتے ہیں۔ میں کالج کی طالبہ ہوں اور لجنہ کے کاموں میں کسی عہدیدار کی حیثیت میں کام نہیں کرتی صرف معاونہ کے طور پر شامل ہوتی ہوں۔ اپنی مقامی جماعت کے اجلاسات اور حلقہ کے پروگرامز میں باقاعدگی سے حصہ لیتی ہوں۔ ہمارے گھر میں ہمارے چچا اکثر دادا جان سے ایسے سوالات کرتے ہیں جو میرے ابا اور دادا جان کو پسند نہیں ہوتے اور وہ سوالات اکثر حضرت مسیح موعود کے خاندان کے متعلق ہوتے ہیں۔ دادا جان کا جواب عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی ہے۔ ہم نے اُنہیں مانا ہے نہ کہ اُن کے خاندان کو۔ ہمیں خلافت سے وابستہ رہنا چاہئے ہماری فلاح اسی میں ہے۔ قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا ذکر بھی ہے، ہمیں اُس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ یہ بات کرتے ہوئے اکثر دادا جان کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور چچا کے لیے دُعا شروع کر دیتے ہیں۔ مرزا مسرور صاحب! میں نے حضرت مسیح موعود کی چند ایک کتابیں پڑھی ہیں اور خلیفہ رابع کے خطبات اور تقاریر بہت سنے ہیں اب آپ کا خطبہ بھی سنتی ہوں۔ میری ذہنی کیفیت چچا کے سوالات سے اور جماعت کے مخالفین کا مواد پڑھ کر عجیب حالت سے دوچار ہے، میں نے اپنی مقامی صدر لجنہ اور سیکریٹری تعلیم سے سوالات پوچھنے کی کوشش کی مگر افسوس انھوں نے مجھے جن نظروں سے دیکھا وہ ناقابل بیان ہے۔ دادا جان سے ڈرتے ہوئے نہیں پوچھا کہ وہ کہیں گے کہ پہلے بیٹا تھا اب پوتی بھی ویسے ہی سوال لے کر آ گئی۔ میں انھیں کوئی جذباتی دھچکا نہیں پہنچانا چاہتی۔ بہت کوشش کی کہ میرے سوالوں کا کوئی جواب دے مگر مجھے ہر جگہ سے یہی ردعمل ملا کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے جو میں ایسے سوال کر رہی ہوں۔ مجھے چاہئے کہ میں حضور کو دعا کے لیے لکھوں جو کہ میری امی نے آپ کو یقیناً لکھے ہوں گے۔

میں نے بغیر نام کے آپ کو خط لکھے اور اپنی جماعت کی ویب سائٹ کو بھی لکھے مگر مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں

اپنا نام یا اپنے امی ابو کا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتی کیونکہ ہماری صدر صاحبہ نے مجھ سے انتہائی شفقت سے کہا تھا کہ بیٹی پہلی بات تو یہ ہے کہ استغفار کرو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمھیں شیطان سے محفوظ رکھے اور میں بھی تمہارے لیے دُعا کروں گی، دوسرے اگر تم سوال کیے بغیر نہیں رہ سکتی ہو تو اپنا نام ظاہر نہ کرنا، ایک تو اس سے تمہارے والدین کو شرمندگی کو سامنا کرنا پڑے گا۔ دوسرے تمہارا مستقبل تکلیف دہ ثابت ہوگا۔ کوئی بھی تمھیں اچھی نظر سے نہیں دیکھے گا۔ حضور! میں نے دادا کی تکلیف دیکھی ہے اور میں نہیں چاہتی کہ میرے امی ابو میری وجہ سے جماعت کی کسی نفرت کا شکار ہوں۔ میرے چچا نے مجھے بہت سی باتیں بتائیں جن میں کچھ نے میرے ذہن میں سوال پیدا کیے ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو محض ذاتی عناد اور شخص واحد کے کردار کو جماعت کا کردار بنانے کی کوشش نظر آتی ہے۔ حضور! مجھے داعی الی اللہ کے سلسلہ میں اپنے کالج میں لڑکے لڑکیوں سے بحث کرنی پڑی ہے اور مجھے غیر احمدیوں کے خیالات جاننے کا موقع بھی ملا اور اور چند ایک مرتبہ اُن کے اجتماعات اور تقریبات میں جانے کا اتفاق بھی ہوا ہے۔ میری ایک دوست نے اپنے ایک مولوی صاحب سے بھی مجھے ملوایا اور اُنہیں بتایا کہ میں احمدی ہوں۔

جب اُنھیں یہ معلوم ہوا کہ میں احمدی ہوں تو سب سے پہلی بات جو اُنہوں نے کہی وہ یہ کہ ''آپ میری بیٹی'' ہو، اور کہنے لگے کہ میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ احمدیوں سے برا سلوک کیا جائے یا اُنہیں نقصان پہنچایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ احمدیوں سے اگر بات مرزا صاحب کے حوالے سے کی جائے تو احمدی اسلام کی طرف واپس آسکتے ہیں۔ میں نے اُنہیں کہا کہ ہم تو ہیں ہی اسلام پر، ہم احمدی اللہ پر، آنحضرت ﷺ پر اور قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ نے جو پیشگوئی کی تھی کہ امام مہدی جب آئے تو اُسے میرا سلام کہنا کے مطابق ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو امام مہدی مانتے ہیں۔ جب کہ آپ لوگ ابھی انتظار کر رہے ہیں۔ میری یہ بات سن کر مولوی صاحب مسکرائے اور کہا کہ سب احمدی، بڑا اور چھوٹا یہی رٹے رٹائے الفاظ کہتا ہے۔ بیٹا کیا آپ نے مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھا ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اُنہوں نے کیا دعوے کیے ہیں؟ مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے؟ کہنے لگے کیا آپ نے وہ حدیثیں جو مرزا صاحب نے اپنے حق میں استعمال کی ہیں کیا خود آپ نے وہ دیکھی پڑھی ہیں؟ بیٹا اگر آپ مرزا صاحب کی تحریروں کو نیوٹرل ہو کر پڑھ لو تو آپ خود فیصلہ کر لو گے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔ دوسرے آپ کی جماعت کہتی ہے کہ خلیفہ اللہ بناتا ہے تو کیا آپ مجھے بتا سکتے ہو کہ آپ اس کا کیا مطلب لیتے ہو، کیا سمجھتے ہو، آپ کے نزدیک اللہ کس طرح خلیفہ بناتا ہے؟ کہنے لگے میں آپ کو ابھی ایک دو ٹیپ سناتا ہوں قرآن کی قرأت کی اور پھر آپ اپنے خلیفہ صاحب کی قرأت کو بھی سنو اور خود فیصلہ کرو کہ اللہ کا بنایا ہوا خلیفہ اور انسانوں سے سیکھا ہوا انسان کس طرح سے تلاوت کرتا ہے؟ پھر اُنھوں نے مجھے حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے

وہ نشان زد تحریریں پڑھائیں جن میں آپ نے کچھ گالیاں اور گندے الفاظ استعمال کیے ہوئے تھے اور مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد لکھا ہوا تھا، یہ عربی کی تحریر تھی۔ اس طرح کئی کتابوں سے کئی مقامات پر ایسی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔

مرزا مسرور صاحب! ایسی باتیں میں نے سنی ہوئی تھیں اور جیسا کہ اجلاسوں میں مختلف اجتماعات میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ مخالف مولوی اپنے پاس سے بنا کر ایسی باتیں حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہیں یا پھر غلط انداز میں پیش کرتے ہیں، مگر میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ اور پڑھ کر بہت ہی شرمندہ ہوئی اور میری سمجھ میں نہیں آیا کیا جواب دوں۔ میں نے کتابوں کے نام لکھے اور سوچا کہ گھر آ کر خود آرام سے پڑھوں گی۔

مرزا مسرور صاحب! میرے آپ سے چند سوال ہیں براہ مہربانی ان کے تسلی بخش جواب دے کر میری پریشانی کو دور فرمائیں تا کہ میں اس کشمکش سے چھٹکارا حاصل کر سکوں اور میری طرح اور بہت سی احمدی ناصرات و لجنات کے ذہنوں میں سوال ہوں گے جو ڈر اور خوف کی وجہ سے نہیں پوچھتیں۔

۱۔ حضرت مسیح موعود نے کیوں مسلمانوں کو کافر قرار دیا جب کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت کے بقول یہ ایمان رکھتا ہو کہ، اللہ ایک ہے، محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، قرآن الہامی کتاب ہے، تمام انبیاء پر ایمان ہے، ملائکہ پر ایمان ہے، آخرت پر ایمان ہے اور قرآن نے جو کرنے کا حکم دیا اور جس کو کرنے سے منع کیا اُس سے باز رہنا مسلمان کا فرض ہے۔ جب کوئی ان باتوں پر یقین و ایمان رکھتا ہو تو پھر اُسے کافر کیسے کہا جا سکتا ہے۔؟

۲۔ غیر احمدیوں کو اگر ہم کافر نہیں سمجھتے تو کیوں اُن سے رشتہ داریاں نہیں کرتے؟ کیوں اُن کے جنازوں میں شامل نہیں ہوتے؟ کیوں اُن کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھتے؟

۳۔ اگر حضرت مسیح موعود کو نہ ماننا کفر ہے تو قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے؟

۴۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں کیوں اتنی گندی باتیں اور گالیاں لکھی ہیں جب کہ وہ نیکی اور اخلاق کا سبق دینے کے لیے آئے تھے؟

۵۔ مرزا مسرور صاحب! میں نے سنا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی دونوں بیٹیوں نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور نواب اَمتہ الحفیظ صاحبہ کا حق مہر رجسٹری کرایا تھا اور وہ بہت زیادہ بھی تھا جبکہ حضرت موعود نے اپنے بیٹوں کا مہر بہت معمولی سی رقم پر باندھا اور رجسٹری بھی نہیں کرایا تھا، حضور کیا یہ سچ ہے؟ اگر یہ سچ ہے تو یہ تفریق کیوں اور کیوں جماعت احمدی عورتوں کو بھی وہ تحفظ فراہم نہیں کرتی جو حضرت مسیح موعود نے اپنی بیٹیوں کو فراہم کیا؟ سب سے اہم بات کیا اسلام میں یہ بات جائز ہے؟

مرزا مسرور صاحب! میں اُمید رکھتی ہوں کہ آپ میرے ان سوالوں کے جواب مجھے دیں گے جس سے اور بہت سی احمدی طالبات کی بھی تسلی ہوگی اور میں اُن غیر احمدی مولوی صاحب کو آپ کا دیا ہوا جواب بتاؤں گی۔ حضور آپ میرے لیے دُعا بھی کریں۔ (ایک احمدی لڑکی۔ ناقل)

اس بچی کے خط پر خاکسار کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا مگر ہمدردی کے طور پر اتنا لکھنا ضروری ہوگا کہ یہ معصوم بچی خوف و ہراس کی کیفیت میں یہ بھول گئی کہ جناب مسرور کا جواب کہاں یا کس پتہ پر وصول کرے گی۔ اگر جماعت احمدیہ اس خط کا جواب کھلے طور پر دینے کی بجائے صرف اُس بچی کو ہی دینا چاہے تو ہم سے اُس کا ای میل ایڈریس حاصل کیا جاسکتا ہے۔

مرزا مسرور صاحب اور اُس بچی کے علم کے لیے کہ مرزا قادیانی نے اپنے بچوں کے نکاحوں کا مہر کتنا رکھا یا باندھا وہ ہم بتا دیتے ہیں تا کہ بوقت ضرورت کام آئے۔ مبارکہ بیگم کا نکاح نواب محمد علی آف مالیر کوٹلہ کے ساتھ بعوض چھپن ہزار روپے (Rs.56000/-) حق مہر پر ہوا اور امتہ الحفیظ کا نکاح نواب محمد علی کے بیٹے نواب محمد عبداللہ کے ساتھ بعوض پندرہ ہزار روپے (Rs.1500) پر پڑھا گیا اور دونوں نکاح ناموں پر بہت سی شہادتیں ثبت کرائی گئیں اور با قاعدہ رجسٹری ہوئے۔ جب کہ مرزا محمود، مرزا بشیر اور مرزا شریف (مسرور کے دادا) کے نکاح بعوض ایک ایک ہزار روپے (Rs.1000) پر پڑھائے گئے اور کوئی رجسٹر نہ ہوا۔ (حوالہ محفوظ)

قارئین کرام! یہ ذہن میں ضرور رکھیں کہ مبارکہ کی عمر نکاح کے وقت دن (10) سال تھی اور دونوں بہنوں کا آپس میں رشتہ ساس اور بہو کا تھا۔ مبارکہ ساس تھی حفیظ کی اور باپ بیٹا ایک دوسرے کے ہم زلف تھے۔ احمدیوں کی نئی نسل مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں اور ختم نبوت اکیڈمی کی طرف سے اُٹھائے گئے سوالوں سے کئی لڑکے اور لڑکیوں نے اسلام قبول کر کے اپنی آخرت سنوار لی۔ کون، کتنا اور کیسے متاثر ہے؟ اس کی جھلک ہمیں اس ایک احمدی لڑکی کے خط سے معلوم ہوتی ہے جو اُس نے مرزا مسرور کو لکھا جسے ایک ویب سائٹ www.ahmedi.org نے پبلک کے لیے شائع کیا ہے، ہم مسلمان تمام احمدیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہوئے اُنہیں اسلام میں واپس آنے کی دعوت دیتے ہیں اور اُن کی سلامتی کے لیے دعا گو ہیں۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ: صبیح ہمدانی

● نام کتاب: تذکرۃ الشیخین　　مرتب: محمد اسحاق ملتانی　　ضخامت: ۶۲۴ صفحات　　قیمت: درج نہیں

ملنے کا پتا: ادارۂ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔

حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی اس دیار میں تحفیظ وتدریسِ قرآن کے مجدّدِ اعظم تھے۔ آپ نے قرآن کے ساتھ محبت کی ایک نئی دھج کا آغاز کیا۔ حیاتِ مبارکہ کے لمحات کو بلا ناغہ اٹھارہ گھنٹے یومیہ تدریس قرآن میں صرف کیا۔ حاضر باشان شب وروز کی گواہی ہے کہ جب تک جاگتے رہتے تھے قرآن مجید سنتے تھے یا تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ علم اللہجات والقراآت میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ سے خصوصی خدمت لی۔ آپ نے اور آپ کے تلامذہ نے قراآتِ مشہورہ و متواترہ کو رائج وشائع کیا جو کہ عوام کے حافظوں سے اور زبانوں سے محو ہو چکی تھیں۔ اسلامی دنیا کے ہر خطے میں آپ کے سلسلۂ درس سے وابستہ افراد وجماعات اپنے استاذ کے نہج پر خدمتِ قرآن میں مشغول ہیں۔ آپ باقاعدہ فارغ التحصیل عالم دین تھے۔ تکمیلِ علمِ حدیث آپ نے دارالعلوم دیوبند سے کی۔ آپ کی ذاتِ بابرکات سے حفظ وضبطِ قرآن، علم اللہجات و الروایات، علم الفواصل والرسم غرض علوم قرآنی کے بے تحاشا اشاعت ہوئی خصوصاً ہمارے علاقے جنوبی پنجاب میں ایسا کوئی مدرّسِ قرآن تلاشِ بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہوگا جو حضرت والا کے سلسلۂ تلامذہ سے فیض یاب نہ ہوا ہو۔ آپ ایک منفرد طرزِ ادا کے مروّج تھے جس میں لہجوں کی مصنوعی بناوٹ سے زیادہ مخارج حروف اور مطلوباتِ تجوید پر توجہ دی جاتی تھی۔ اگر چہ یہ طرز ادا بعض قرا کے ہاں بذاتِ خود ایک مصنوعی لہجہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

علم وفضل میں حضرت قاری صاحب کے استاذ ذی شان حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی بھی اپنی مثال آپ تھے۔ قرآن اور اس کی روایات (حتی الشاذۃ) کا تو ذکر ہی کیا آپ کے بے مثل حافظے نے علم قراءات وتجوید کی تمام مروجہ کتابوں کو اپنے اندر سمویا ہوا تھا۔ آپ کی بے پناہ قوت حافظہ عجوبۂ عالم تھی۔ آخر میں حجاز کو ہجرت فرمائی قرّائے حجاز کو بھی اپنے معارف وطریقہ سے مستفید فرمایا۔ مدینہ پاک میں انتقال کے بعد وہیں مدفون ہیں۔

زیرِ نظر کتاب انہی ہستیوں کے احوال وسیر پر مشتمل ہے (اوّل الذکر حضرت قاری رحیم بخش صاحب کے زیادہ اور ثانی الذکر حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمہما اللہ کے نسبتاً کم) اس سلسلے میں حضرت قاری رحیم بخش صاحب کے شاگرد رشید جناب مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری مدظلہ نے اپنے جلیل القدر استاذِ گرامی کے تلامذہ سے معلومات اکٹھی اور یک جا کیں اور حضرت قاری صاحب کے ہی شاگرد جناب اسحاق ملتانی نے ان کو ترتیب دے کر زیورِ طباعت سے آراستہ کیا۔ سلسلۂ رحیمیہ سے منسلک اور اس خطے میں تدریس قرآن کی اس عظیم تحریک سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب قابلِ مطالعہ ہے۔ اگر چہ یہ کتاب معلومات فراہم کرتی ہیں لیکن ان معلومات کے مفید الاستناد ہونے کے کتنے ہی امکانات تھے جو ذرا سی بہتر ترتیب سے بروئے کار لائے جا سکتے تھے۔

● نام کتاب: مقامِ امیر معاویہ ومرویّاتِ معاویہ مؤلف: محمد عرفان الحق ضخامت: ۱۸۳ صفحات
قیمت: ۲۰۰ ناشر: دفاعِ اسلام پبلیکیشنز 0346-7907599

امیر المؤمنین سادس الخلفاء الراشدین الہادی المہدی سیدنا ابوعبدالرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اسلام کے صدرِ اوّل کے ایک عظیم الشان صحابی رسول ہیں۔ اور اپنے خصائلِ حسنہ وفضائلِ رفیعہ کی وجہ سے اپنی محترم ومکرم جماعت میں بڑے مقام ومرتبے کے حامل بزگوار ہیں۔ آپ صحابیِ رسول ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے کاتب ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ نسبتی اور اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے برادرِ گرامی ہیں اور ایک رشتے سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بھی ہیں۔ اتنی بہت سی وہبی فضیلتوں کے ساتھ ساتھ آپ کو لاتعداد خلقی و طبعی خوبیاں بھی حاصل ہیں۔ چنانچہ آپ کی بردباری وتحمل، آپ کا اجتہاد وفقہ، آپ کی فیّاضی وسخاوت، آپ کی صلح پسندی اور عفوودرگزر، آپ کی تدبیرِ اموراورنظم مصالح غرض مبدأ فیض سے آپ کو بے تحاشا کمالات سے نوازا گیا تھا۔

زیرِ نظر کتاب انہی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ وارضاہ کی شخصیت پر تحریر کی گئی ہے۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کتاب بنیادی طور پر دوحصوں میں تقسیم ہے ایک حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام ومنزلت کا بیان کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلے میں حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے ساتھ صرف شاہدینِ نزولِ وحی حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال وبیانات سے استناد کیا گیا ہے۔ خاص طور پر سیدنا عمر سیدنا علی اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم وارضاہم اجمعین کے مبارک فرامین نقل کیے گئے ہیں جن سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبے کی تحدید وتعیین ہوتی ہے۔ اسی حصے میں فاضل مؤلف نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ عالی کے بارے میں چند مشہور غلط فہمیوں کی نہایت عمدہ طریقے سے تحقیق وتنقید کی ہے۔

دوسرے حصے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرامین کو جمع کیا گیا ہے جن کی روایت یعنی قیامت تک آنے والی اُمّتِ مسلمہ تک پہنچانے اور محفوظ کرنے کا خوش گوار فریضہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ادا کیا ہے۔ اس حصے میں فاضل مؤلف نے حدیث واسمائے رجال کی تقریباً ۳۳ مؤقر کتب سے ۱۶۳ روایات کو اکٹھا کیا ہے۔ فاضل مؤلف کی تحقیق کے مطابق حضرت معاویہ سے مروی ومنقول ہم تک پہنچنے والی احادیث کی کل تعداد یہی ہے۔ یہ احادیث دین کے تقریباً ہر شعبے (عقائد، عبادات، احکام، اخلاق، معاملات) سے متعلق ہیں اور ضروریاتِ دینیہ کی ایک بہت بڑی مقدار کا علم حاصل کرنے کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ کتاب میں غالباً ضخامت سے احتراز اور اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے احادیث کی تشریح وتفسیر نہیں کی گئی۔ اگرچہ ترجمہ بہت حد تک تشریح وتفہیم کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے لیکن پھر بھی بعض مقامات کسی قدر تشریح طلب ہیں۔ خاص طور پر جہاں فقہی مسائل میں ایسی احادیث مذکور ہوئی ہیں جو احناف کی ترجیح یافتہ رائے سے مختلف ہیں۔ اسی طرح (چونکہ یہ کتاب بہرحال حدیث کی کتاب ہے) اس کتاب میں علم حدیث کے مروّجہ اصولوں کے تحت کسی قدر بہتری کی گنجائش اس وقت محسوس ہوتی ہے جب ہم احادیث کو بلا قید حیثیت اس کتاب میں موجود پاتے ہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ احادیث کو مختلف کتب کے تحت مدوّن کیا گیا ہے (مثلاً پہلے مؤطا کی روایات پھر بخاری کی روایات وغیرہ) لیکن فرداً فرداً ہر حدیث کی تصحیح یا تضعیف نہیں کی گئی۔ جس سے خدشہ ہے کہ عامّۃ الناس ہر قسم کی روایات کو یکساں قیاس کریں گے۔

مجموعی حیثیت میں کتاب ایک تحفہ ہے ایک ارمغانِ عشق۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عشق ومحبت رکھنے والے اور دفاعِ صحابہ کی جدوجہد میں مشغول ہر محبّ دین کے لیے لائق مطالعہ۔

ادارہ

اخبار الاحرار

چیچہ وطنی میں منعقدہ سالانہ ''ختمِ نبوت کانفرنس'' کی روداد

رپورٹ: رانا عبداللطیف (سرپرست چیچہ وطنی پریس کلب)

چیچہ وطنی کی تاریخ تحفظ ختمِ نبوت کے بھرپور کردار کی حامل ہے اور اس شہر نے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، اور ۱۹۸۴ء کی تحاریک ختمِ نبوت میں جو منفرد کردار ادا کیا مجلس احرارِ اسلام نے اس کے تسلسل کو اب تک برقرار و جاری رکھا ہوا ہے بلکہ آگے بڑھایا ہے۔ ملکی و بین الاقوامی سطح پر قادیانیوں کی خبریں چناب نگر سے جاری ہوتی ہیں جبکہ اینٹی قادیانی خبروں کا مرکز چیچہ وطنی کو سمجھا جاتا ہے اور اس کا سہرا چیچہ وطنی سے تعلق رکھنے والے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے موجودہ سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور ان کے رفقاء کے سر ہے جو سکول لائف سے اب تک اس محاذ کو بتدریج سرگرم رکھے ہوئے ہیں اور اب دنیا بھر میں ہونے والے تحفظ ختمِ نبوت کے کام کو مزید منظّم کر رہے ہیں۔ ملک وملت کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیوں کو طشت از بام کر کے ان کے سدباب اور توڑ کے لیے دن رات فکرمند رہنا، دینی قیادت کو اس صورتحال سے باخبر رکھنا، نئی نسل کی میڈیا کے ذریعے ذہن سازی، خواص کو بریفنگ اور لابنگ کے ہُنر ان کو ماشاءاللہ خوب آتے ہیں۔ متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان جیسے مشترکہ اور تمام مکاتب فکر کے متحدہ پلیٹ فارم کے مرکزی کنونیئر ہیں۔ اس پلیٹ فارم کو مجلس احرارِ اسلام، انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ، پاکستان شریعت کونسل، جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، مرکزی جمعیت اہلحدیث، جمعیت علماء پاکستان کی تائید وحمایت حاصل ہے۔ جناب عبداللطیف خالد چیمہ سے ہماری کئی حوالوں سے پرانی یاد اللہ ہے لیکن چیچہ وطنی پریس کلب اور جملہ صحافیوں کے لیے یہ اعزاز ہے کہ وہ ماضی میں ایک عرصہ مختلف بڑے اخبارات کے ساتھ منسلک بھی رہے۔ چیچہ وطنی میں متعدد دینی ادارے مجلس احرارِ اسلام کے نظم میں کام کر رہے ہیں۔

دارالعلوم ختمِ نبوت، مجلس احرارِ اسلام، تحریک تحفظ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام ہر سال سالانہ ''ختمِ نبوت کانفرنس'' تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوتی ہے۔ ۳۱ مئی جمعرات کو بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد چیچہ وطنی میں ہونے والی کانفرنس کے انتظامات کے لیے کئی انتظامی کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں۔ دارالعلوم ختمِ نبوت کے صدر مدرس قاری محمد قاسم اس کانفرنس کے ناظم اجتماع تھے۔ مولانا محمد صفدر عباس، حافظ محمد عابد مسعود، مولانا منظور احمد، محمد ارشد چوہان، بھائی محمد رشید چیمہ، رانا قمر الاسلام، چودھری محمد اشرف، حاجی عیش محمد رضوان، حافظ حکیم محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر، ڈاکٹر فیاض احمد، محمد آصف چیمہ، حافظ محمد شریف، قاری محمد سدید، قاری محمد سعید، شاہد حمید، حافظ محمد سلیم شاہ، رانا محمد عمیر قمر، مولانا محمد آصف سلیم، محمد معاویہ شریف، محمد کاشف، محمد معاویہ راشد کے علاوہ تحریک طلباء اسلام کے نوجوانوں مرزا محمد صہیب اکرام، ملک آصف مجید، محمد قاسم چیمہ، محمد جنید، ذیشان آفتاب، محمد فیاض اور محمد ذیشان نے کانفرنس کے لیے انتھک محنت کی۔ کانفرنس کی سکیورٹی کے لیے پولیس نے بھی انتظام کر رکھا تھا، جبکہ تحریک طلباء اسلام کے نوجوانوں نے کانفرنس کے لیے سخت حفاظتی انتظامات

کیے جس پر تحریک کے نوجوان لائق تحسین وتبریک ہیں۔ کانفرنس میں ضلع ساہیوال کے متعدد مقامات اور دیہاتوں سے لوگوں نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی اور بعض دور دراز کے علاقوں مثلاً لاہور، گجرات، بھکر، رحیم یار خاں، بورے والا، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے بھی قافلے شریک ہوئے۔ تھانہ ہڑپہ چک نمبر ۶/۱۱۔ایل جہاں کی تقریباً آدھی آبادی قادیانیوں پر مشتمل ہے۔ وہاں سے ایک بڑے قافلے نے قاری عبدالرزاق (اہلحدیث)، قاری منظور احمد فریدی (بریلوی) اور احرار کارکن محمد عابد، وسیم اللہ اور محمد ارسلان کی قیادت میں پر جوش شرکت کی۔ کانفرنس کے لیے جامع مسجد کے صحن کو خوبصورت بینرز اور جھنڈوں سے سجایا گیا تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد حافظ محمد عابد مسعود نے کانفرنس کی کارروائی شروع کرنے کے لیے حافظ محمد معاویہ کو تلاوتِ قرآن کریم کے لیے دعوت دی۔

کانفرنس مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقد ہوئی جبکہ مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری اور پروفیسر خالد شبیر احمد، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد یوسف احرار، حافظ محمد عابد مسعود، حافظ محمد اکرم احرار، حافظ محمد احسن، قاری اسد اللہ فاروقی، تحریک طلباء اسلام کے قاضی ذیشان آفتاب، طلحہ شبیر احمد اور دیگر مقررین نے خطاب کیا جبکہ جمعیت علماء اسلام کے رہنما پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری، مولانا عبدالحمید تونسوی، مولانا محمد اسماعیل قطری، قاری منظور احمد طاہر، قاری بشیر احمد، قاری عتیق الرحمٰن، قاری عبدالجبار، مولانا عبدالباسط، مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ، انجمن تحفظ حقوق شہریاں کے سرپرست شیخ عبدالغنی، صوفی نصیر احمد چیمہ اور دیگر رہنماؤں نے خصوصی شرکت کی۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا غاصب اور دہشت گرد ہے۔ ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مارشل لاء کا جبر تحریک ختم نبوت پر آزمایا گیا اور اس وقت کے امریکی گماشتوں کی حکومت نے دس ہزار فرزندان اسلام کے خون بے گناہی سے ہاتھ رنگے۔ قادیانی تنظیم فرقان بٹالین نے فوجی وردیاں پہن کر نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں۔ آج پھر امریکی غلام اور ملت کے دشمن ہم پر مسلط ہیں۔ انھوں نے کہا کہ افغانستان کے شہداء کے خون کی خوشبو اس طرف بھی آرہی ہے اور زرداری کو ہرگز بھاگنے نہیں دیں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں اسلام کا نفاذ ہی بچا سکتا ہے ورنہ تباہی ہی تباہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کا مقصد مسلمانوں کو مارنے کے سوا کچھ نہیں۔ ایسی سپلائی یا اس کے حمایتی ہمارے قاتل ہیں۔ انھوں نے کہا کہ دفاع پاکستان کونسل کی امریکی یلغار اور نیٹو سپلائی کے خلاف جدوجہد کے ہم حامی بھی ہیں اور مؤید ومعاون بھی۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ عدلیہ اور پارلیمنٹ سمیت تمام ادارے قرآن وسنت کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے اللہ کے قوانین کے سامنے سرنڈر ہو جائیں۔ انھوں نے کہا کہ قیام ملک سے اب تک پاکستان میں قادیانیوں کا منفی کردار رہا ہے۔ بھٹو نے تو کہا تھا کہ ’’قادیانی پاکستان میں وہ حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے‘‘۔ انھوں نے کہا کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی، بلاول بھٹو اور مسٹر زرداری تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں بھٹو کے کردار کو فراموش کر کے قادیانیت کو پروموٹ کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام شہداءِ ختم نبوت کے مشن اور جذبے کو تسلسل کے ساتھ آگے بڑھا رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ مدارس ومساجد نے مولوی اور حافظ پیدا کیے۔ اب پوری دنیا میں پاکستان کے علماء اور حفاظ بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ ان کو ختم کرنے کا خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ پنجاب اسمبلی نے قرآن پاک کی لازمی تعلیم پر جو قرارداد منظور کی ہے، اسے بل کی شکل میں لانا ضروری ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ عالم کفر

مسلمانوں کے مرکزِ وحدت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت پر حملہ آور ہے۔انھوں نے کہا کہ سابق امریکی وزیر دفاع رمزفیلڈ نے کہا تھا کہ ”ہم صرف ان سے ڈرتے ہیں جو اپنا دل و جان عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دھڑکنوں میں لیے پھرتے ہیں۔“انھوں نے کہا کہ دنیا کا کمزور سے کمزور مسلمان بھی ناموس رسالت پر مر مٹنے کے لیے تیار رہتا ہے۔انھوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی، ن لیگ اور تحریک انصاف میں قادیانیوں کے ایجنٹ موجود ہیں جبکہ ایم کیو ایم قادیانی ایجنڈے پر کام کر رہی ہے۔انھوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ آئندہ الیکشن میں امیدواروں سے اسمبلی کے اندر اور باہر تحفظ ختمِ نبوت کے قوانین کی حمایت کی ضمانت حاصل کریں۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کے شہداء کو ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔انھوں نے کہا کہ خلافت کا قیام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔انھوں نے کہا کہ امریکہ نے معاشی طور پر پاکستان کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور پرویزی دور میں یہودیت کے مہرے قادیانیوں کو پروان چڑھایا گیا۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سزا قتل ہے۔انھوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ اقدس میں تمام کمالات کی تکمیل ہوگئی۔ اِسی لیے تاجِ ختمِ نبوت آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سجایا گیا۔اب مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ مرتد ہوگا اور اِرتداد کی سزا اسلام میں قتل ہے۔انھوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام محدث العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ہماری منزل حکومتِ الٰہیہ کا قیام ہے۔ختمِ نبوت وحدت امت کا ذریعہ ہے۔کانفرنس کے مہمانِ خصوصی مولانا صاحبزادہ رشید احمد نے کہا کہ مسلمانوں کو تحفظ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں انفرادی و اجتماعی طور پر مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔عقیدۂ ختم نبوت کے محاذ پر مجلس احرار کی جدوجہد ہمارا دینی وقومی ورثہ ہے۔ جناب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے لچک وابستگی ہی ہمارے ایمان کی ضمانت ہے۔کانفرنس کی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مُرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مؤثر عمل درآمد کیا جائے۔کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی شعائر وعلامات کے استعمال سے قادیانیوں کو قانوناً روکا جائے اور مساجد سے مشابہت رکھنے والی قادیانی عبادت گاہوں کی شکل تبدیل کی جائے۔کانفرنس میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ چناب نگر قادیانی باغی گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف کے اصل قاتل بلاتاخیر گرفتار کیے جائیں اور قتل کے محرکات سامنے لائے جائیں۔کانفرنس میں ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ چک نمبر ۶/ ۱۱۔ایل (تھانہ ہڑپہ) اور چک نمبر ۳۰/ ۱۱۔ایل (تھانہ غازی آباد) سمیت ضلع بھر میں قادیانی ایکٹ پر عمل درآمد کرایا جائے ورنہ پیش آمدہ صورتحال کی ذمہ داری سرکاری انتظامیہ پر عائد ہوگی۔کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ نیٹو سپلائی قطعاً بحال نہ کی جائے اور امریکہ دہشت گردی کی روک تھام کے نام پر عالمی جنگ سے علیحدگی اختیار کرے۔کانفرنس مولانا صاحبزادہ رشید احمد کی خصوصی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی، جبکہ اگلے روز ہفتہ کو ملک کے قومی اخبارات نے بھرپور کوریج دی۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (یکم مئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔ یاد رہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور کے صدر مدرس مولانا محمد عاقل کی اہلیہ تھیں اور نہایت نیک سیرت، عابدہ وزاہدہ

تھیں۔ ملک کی نامور مذہبی شخصیات نے بھی مرحومہ کے انتقال پر غم و افسوس کا اظہار کیا ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۷/مئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے وفاقی وزیر دفاع چودھری احمد مختار کے بیان کہ ''نیٹو سپلائی بحال نہ کرنا عالمی قوانین کی خلاف ورزی ہے'' پر سخت ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ موصوف وزیر دفاع ''شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار'' بن کر پاکستان کے دفاع پر حملہ آور ہیں۔ خالد چیمہ نے اپنے بیان میں کہا کہ عالمی قوانین اور یو این او کے چارٹر کا وزیر دفاع کو بغور مطالعہ کر لینا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی ملک کی نظریاتی و جغرافیائی کی سرحدوں کو مکمل طور پر منہدم کرنے کے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ حکومت اور اپوزیشن ڈرون حملے رکوانے میں ناکام اور ملکی سلامتی پر حملے کروانے میں کامیاب جا رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ معمولی فرق کے ساتھ حزبِ اقتدار اور اپوزیشن کا مؤقف ملتا جلتا ہے۔ امریکی تسلط اور نیٹو سپلائی کے خلاف دفاع پاکستان کا مؤقف ہی مؤقف کہلانے کا حق دار ہے جو پوری قوم کی آواز بھی ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کے انڈیا میں اس بیان کو مسترد کیا کہ ''مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک کا الزام غلط ہے''۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ امریکہ اور عالم کفر کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک برابر جاری ہے۔ اس کے برعکس صرف مذہبی حلقے اور عوام امریکی پالیسیوں کے خلاف مزاحمت کر رہے ہیں جبکہ سیاستدان ملی بھگت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

☆☆☆

لاہور (۱۲/مئی) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے اسلام آباد میں امریکہ کو بظاہر سفارت خانے کے نام پر پچاس ایکڑ سے زائد رقبہ پُراسرار طور پر الاٹ کرنے کا سخت نوٹس لیا ہے اور کہا ہے کہ ڈرون حملے نہ رکوا سکنے والی حکومت قومی خود مختاری کے دعوے بھی کر رہی ہے اور نیٹو سپلائی بحال کرنے کے لیے بڑی بے تاب ہے۔ اب امریکی سفارت خانے کے تعمیراتی عملے میں بہت بڑی تعداد میں قادیانی بھرتی کیے گئے ہیں اور یہ سب کچھ حساس اداروں کے NOC کے بغیر ہو رہا ہے۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مرکزیہ مولانا عبدالحفیظ مکی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، انٹرنیشنل ختم نبوت پاکستان کے صدر مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) اور قاری شبیر احمد عثمانی، جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنما رانا محمد شفیق پسروری، تنظیم اسلامی کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مرزا محمد ایوب بیگ اور دیگر رہنماؤں نے اپنے ردِعمل میں کہا ہے کہ اسلام آباد میں امریکی تسلط کو مزید گہرا کرنے کے لیے ملکی سلامتی اور قومی مفادات کا سودا کیا جا رہا ہے۔ اِن رہنماؤں نے کہا ہے کہ اسلام آباد میں جو جگہ امریکہ کو ''عنایت'' کی گئی ہے، وہ کسی طور پر بھی سفارت خانے کی توسیع کے لیے نہیں بلکہ اسلام آباد پر امریکی کنٹرول اور محل وقوع کے اعتبار سے اِنتہائی حساس مقام پر ہے۔ اس کے تمام تر حقوق بھی امریکہ کو دیئے جا رہے ہیں۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے مرکزی کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ اسلام آباد والوں کے لیے قبرستان کی جگہ تنگ پڑ گئی ہے اور CDA قبرستان کے لیے اراضی مختص کرنے کے لیے تیار نہیں لیکن امریکی سفارت خانے کو ۴۸۔ ایکڑ زمین دے دی گئی ہے جو پاکستانیوں کو مارنے اور اسلام آباد پر امریکی حکومت قائم کرنے کے خطرناک منصوبے کا حصہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس جگہ کی

تعمیرات کے لیے امریکہ نے دوسو سے زائد قادیانیوں کو ذمہ داری سونپی ہے اور اب یہ بات یقین تک پہنچ گئی ہے کہ پاکستان کی تباہی کے لیے قادیانیوں کو استعمال کیا جارہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بھٹو مرحوم نے اڈیالہ جیل میں ڈیوٹی آفیسر کرنل رفیع الدین سے کہا تھا کے ''قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے'' عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ امریکی و یہودی پاکستانی قادیانیوں کے ذریعے کس طرح سازشوں کے خطرناک جال بن کر ملکی معیشت کو تباہ کررہے ہیں اور حکمران اور سیاستدان کس حد تک مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ حالات سب کے سامنے ہیں قوم کو بیدار ہو کر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے کہ اب چھپی ہوئی کوئی بات بھی نہیں۔ انھوں نے کہا کہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ نہ تو چیف جسٹس آف پاکستان اس کا نوٹس لے رہے ہیں نہ ہی حزب اقتدار اور نہ ہی اپوزیشن۔ انھوں نے کہا کہ اصل مسئلہ ہمارے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ ہے کہ قادیانیوں کو ٹول بنا کر امریکہ اپنے استعماری عزائم کو آگے بڑھا رہا ہے۔ ایسے میں جو نہیں بولے گا وہ مجرم ہوگا۔

☆☆☆

لاہور (۱۴؍مئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ داعی قرآن مولانا محمد اسلم شیخوپوری نے عمر بھر قرآنی تعلیمات عام کرنے میں گزار دی۔ وہ انتہائی سادہ، شفیق اور بے ضرر انسان تھے۔ شیخوپورہ کے دیہات سے اُٹھ کر کراچی میں ڈیرہ لگایا وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے منادو مبلغ تھے اور کسی کو تکلیف دینے کے قائل نہ تھے لیکن سفاک ظالموں نے ایسی شخصیت کے خون ناحق سے ہاتھ رنگے اور اپنی دنیا و آخرت خراب کی۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے مولانا مرحوم کے فرزند مولانا محمد عثمان سے فون پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی خدمات جلیلہ کو ہدیہ تبریک پیش کیا اور مولانا اور ان کے ساتھیوں کے لیے دعائے مغفرت کی۔ انھوں نے مولانا کے متوسلین سے درخواست کی کہ وہ ان کے قرآنی و الہامی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے مولانا مرحوم کے اسلوب پر ہی چلتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا مستقل شعار بنائیں اور حوصلے، برداشت اور ہمت کا دامن کسی طور پر بھی نہ چھوڑیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قاتل اپنے انجام بد کو پہنچ کر رہیں گے۔ علاوہ ازیں مجلس احرارِ اسلام پاکستان، تحریک تحفظ ختم نبوت، مجلس خُدام صحابہ اور تحریک طلباء اسلام کی ملک بھر میں ماتحت شاخوں نے بھی مولانا محمد اسلم شیخوپوری اور اُن کے رفقاء کرام کی شہادت پر تعزیت و مغفرت کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قاتلوں کو گرفتار کر کے نشانِ عبرت بنایا جائے۔ مختلف رہنماؤں نے کہا ہے کہ قاتل حکومت کے دائیں بائیں ہیں اور بعض حلقے قاتلوں کی نشاندہی بھی کر چکے ہیں۔ اِن رہنماؤں نے کہا کہ امریکہ اور اِس کے حاشیہ بردار اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہیں اور ہماری قومی و دینی قیادت کو سرجوڑ کر بیٹھنے اور مستقل لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے رہنماؤں نے جمعیت علماء اسلام (لکی مروت) کے رہنما مولانا محسن شاہ کے قتل کو بھی استعماری سازشوں کا شاخسانہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت علماء اور عوام کے تحفظ میں پوری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اِسے اب ایوانِ اقتدار خالی کر دینا چاہیے۔

☆☆☆

لاہور (۱۵؍مئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ نیٹو سپلائی کے مسئلہ پر حکومت اور اپوزیشن جماعتیں ایک ہو چکی ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکی سلامتی و دفاع جیسے حساس ترین مسئلہ پر سب ایک ہیں۔ ایسے میں لگتا ہے کہ فوج کی طرف سے ''ٹیک اوور'' نہ کرنے کے یقینی اندازے سے سب ناجائز فائدہ اٹھا

رہے ہیں۔ اپنے بیان میں انھوں نے کہا کہ دیکھنا یہ ہے کہ دفاع پاکستان کونسل اپنا وزن کس پلڑے میں ڈالتی ہے کیونکہ کئی قسم کی چہ میگوئیاں دبے لفظوں میں سامنے آ رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اصل امتحان تو دفاع پاکستان کونسل کا اب شروع ہوا ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ دفاع پاکستان کونسل ''پاسنگ مارکس'' بھی لے سکتی ہے یا نہیں؟

☆☆☆

لاہور (۱۶ مئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ عدلیہ کے فیصلوں اور پارلیمنٹ کی قراردادوں سے انحراف حکمرانوں کا مکروہ وطیرہ ہے۔ امریکہ نے سلالہ حملے سے معافی نہیں مانگی اور ڈرون حملے جاری وساری ہیں۔ حکمران امریکی غلامی کے طوق کو مزید پکا کر کے ملک کو امریکہ کی بفر سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں جو دراصل نظریۂ اسلام اور نظریۂ پاکستان سے انحراف بلکہ صریحاً غداری ہے۔ انھوں نے کہا کہ اسلام آباد میں پچاس ایکڑ اراضی امریکہ کو عنایت کی گئی ہے اور قادیانی کمیونٹی اس کی تعمیر کروا رہی ہے۔ امریکہ قادیانیوں کے ذریعے پاکستان کو تباہ کر رہا ہے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس نے کہا ہے کہ مجلس احرارِ اسلام نیٹو سپلائی کو ملک کی تباہی سمجھتی ہے اور کسی حیلے بہانے سے بھی اس کی ملفوف تائید کرنے والوں کو بے نقاب کرتی رہے گی۔ چاہے ان کا تعلق حزب اقتدار سے ہو یا اپوزیشن سے۔ انھوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کے خلاف جو شخصیت، جماعت یا اتحاد مستقل بنیادوں پر سٹینڈ لے گا۔ مجلس احرارِ اسلام اس کی تائید وحمایت جاری رکھے گی۔ انھوں نے کہا کہ عوام امریکہ سے نفرت کرتے ہیں جبکہ حکمران امریکہ اور امریکی پالیسیوں کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔ عوام کو استعمار وکفر اور اس کے حاشیہ برداروں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دینا چاہیے ورنہ ملک ٹوٹ جائے گا۔

☆☆☆

لاہور (۱۷ مئی) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے صدر زرداری کے اس بیان کہ ''کسی کو توہین رسالت قانون کا غلط استعمال نہیں کرنے دیں گے'' پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اچھی بات ہے کہ قانون توہین رسالت کا غلط استعمال نہ ہو لیکن ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ جناب صدر! کسی قانون کا بھی غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے اور قوانین کے اطلاق میں یکسانیت ہونی چاہیے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اگر کچھ لوگ بادی النظر میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ امریکی ایجنڈے کی روشنی میں قانون توہین رسالت ختم کر دیا جائے! تو یہ خیال ان کو دل سے نکال دینا چاہیے کہ مسلمان جتنا بھی کمزور ہو جائے وہ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مر مٹنے کو تیار رہتا ہے۔

☆☆☆

(چیچہ وطنی) ایک ہنگامی اجلاس میں تحریک طلباءِ اسلام کے رہنما ملک محمد آصف مجید نے کیا، انھوں نے کہا کہ مولانا محمد اسلم شیخوپوری جیسی پرامن اور اتحادِ امت پر بات کرنے والی شخصیت کو صرف انہی عناصر نے نقصان پہنچایا جو پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کو تقسیم کرنے کے درپے اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے میں پیش پیش رہتے ہیں، مرزا محمد صہیب اکرام نے کہا کہ مولانا محمد اسلم شیخوپوری داعی قرآن امت مسلمہ کے اتحاد کے داعی تھے ان کی شہادت سے امت مسلمہ کو شدید نقصان پہنچا ہے، محمد معاویہ شریف نے کہا کہ سید محسن شاہ اور مولانا محمد اسلم شیخوپوری کی شہادت کے پیچھے ایک ہی قوت کا ہاتھ ہے، اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی باغی گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف

کے قادیانی قاتل گرفتار کیے جائیں، اجلاس تحریک طلباء اسلام کے رہنماؤں نے نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف شدید احتجاج کیا اور کہا کہ پارلیمنٹ کو بائی پاس کرکے امریکی ایما پر سپلائی بحال کی گئی تو ہم اس کے خلاف بھرپور احتجاج کریں گے، اجلاس میں مولانا محمد اسلم شیخوپوری اور سید محسن شاہ کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

☆☆☆

چناب نگر(۱۹ مئی) قادیانی جماعت کی پاکستانی قیادت کو چودھری احمد یوسف قتل کیس میں شامل تفتیش کرلیا گیا۔ تفتیش ڈی پی او آفس چنیوٹ میں ہوئی۔ اطلاعات کے مطابق قادیانی جماعت کے باغی گروپ کے مقتول سربراہ چودھری احمد یوسف کے بیٹے اور مقدمہ کے مدعی احمد سیف کی جانب سے اپنے والد کے قتل کے مقدمہ میں نامزد کیے جانے کے بعد ڈی پی او چنیوٹ نے ملزمان کو اپنے دفتر طلب کرکے شامل تفتیش کرلیا ہے۔ مدعی چودھری احمد سیف نے قادیانی جماعت کے پاکستان میں سابق صدر عمومی اللہ بخش صادق جنہیں اس قتل کے بعد معاملات بے نقاب ہونے پر عہدہ سے ہٹادیا گیا تھا۔ ناظر امور عامہ سلیم الدین، نائب ناظر امور عامہ اور انچارج سکیورٹی وانٹیلی جنس میجر سعدی ناظر عمومی مرزا خورشید احمد، مکرمہ، ناصر کے علاوہ مربی ذیشان اور عمر فاروق کو بھی نامزد کیا تھا اور الزام عائد کیا تھا کہ ان کے والد کو اللہ بخش صادق، میجر سعدی، سلیم الدین اور مرزا خورشید نے قتل کروایا ہے، جس پر ڈی پی او چنیوٹ نے ان سب حضرات کو شامل تفتیش ہونے کا حکم دیا۔ لہٰذا گزشتہ روز صبح گیارہ بجے میجر سعدی، سلیم الدین، مرزا خورشید کا بیٹا اور سیکرٹری جماعت عتیق الرحمٰن ایک بڑے ہجوم کے ساتھ ڈی پی او پہنچے جبکہ دوسری جانب سے مقتول احمد یوسف کی بیٹی نجمہ محمود اور بیٹے احمد سیف مدعی موقع پر موجود تھے۔ ڈی پی او نے مدعیان اور ملزموں کو آمنے سامنے بیٹھا کر سوالات کے جواب حاصل کیے اور تفتیش کا یہ عمل دوپہر تین بجے تک جاری رہا۔ تاہم ملزم میجر سعدی اور سلیم الدین مدعی پارٹی اور پولیس کو مطمئن نہیں کرسکے۔ جبکہ اس موقع پر سابق صدر عمومی اللہ بخش صادق اور دیگر ملزموں کے شامل تفتیش نہ ہونے کا بھی شدید نوٹس لیا گیا۔ ڈی پی او نے تفتیش کا یہ عمل ۲۶ مئی بروز ہفتہ تک ملتوی کردیا ہے۔ ۲۶ مئی کو مدعی پارٹی ملزموں کے خلاف ثبوت پیش کرے گی۔ تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ پولیس نے بہت تاخیر سے ملزمان کو شامل تفتیش کیا ہے اصل میں تو ملزمان کا گرفتار کیا جانا ضروری ہے۔ اب بھی خطرہ ہے کہ قادیانی اپنے اثر ورسوخ سے تفتیش پر اثر انداز ہونے کی کوشش کریں گے پولیس کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہیے۔

تحریک طلباء اسلام چنیوٹ کا انتخاب

تحریک طلباء اسلام چنیوٹ کا مقامی اجلاس پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب (نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان) کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل عہدیداران کا انتخاب کیا گیا۔

امیر: حبیب الرحمٰن نائب امیر: غلام مصطفیٰ ناظم اعلیٰ: محمد شفقت نائب ناظم اعلیٰ: عدنان

ناظم نشر واشاعت: طلحہ جوئیہ، محمد عثمان جوائنٹ سیکرٹری: حافظ ابوبکر، ضیاء الرحمٰن

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆ مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالہ کے رکن منشی افتخار احمد کے والد، محمد سلیم انصاری کے سسر ملک دلدار احمد مرحوم۔ انتقال: ۲۶؍ مارچ ۲۰۱۲ء

☆ ملتان میں ہمارے کرم فرما ملک مظفر (سپر ہارڈ ویئر) کی اہلیہ اور حافظ طاہر نثار کی ہمشیر مرحومہ انتقال ۳۰؍ اپریل ۲۰۱۲ء

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہی وال کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی اور لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم رحمانی کے والد محترم مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ۔ انتقال: ۳۰؍ مارچ ۲۰۱۲ء

☆ رضوان اللہ امجد چک نمبر L-185/9 ہڑپہ کی والدہ ماجدہ، انتقال: ۵؍ مئی ۲۰۱۲ء

☆ چیچاوطنی چک نمبر ۱۱/۳۰۔ ایل، میں تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے مشہور احرار کارکن ماسٹر رشید احمد کی والدہ ماجدہ ۲۳؍ مئی کو انتقال کر گئیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی اور مولانا منظور احمد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

☆ مجلس احرار اسلام بستی پروچڑاں تحصیل خان پور کے مخلص کارکن عبدالغفار کی اہلیہ اور قاری محمد یوسف احرار کی بھتیجی۔ انتقال: ۲۱؍ مئی ۲۰۱۲ء

☆ ختم نبوت بیلجیم کے نائب امیر اور تحریک ختم نبوت کے عالمی سطح پر مشہور کارکن ملک محمد افضل انتقال کر گئے۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر عبدالرحمٰن باوا، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا سہیل باوا (لندن) نے ملک محمد افضل کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مثالی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا ہے۔

☆ مولانا جمیل الرحمٰن عباسی (بہاولپور) کے والد ماجد۔ انتقال ۳۰؍ اپریل ۲۰۲۱ء

☆ **ملک عطاء اللہ مرحوم**: ملتان کے معروف سیاسی کارکن ملک عطاء اللہ ۷؍ مئی ۲۰۱۲ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز قیامِ پاکستان سے قبل مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے کیا۔ وہ ''احرار سٹوڈنٹس یونین'' (متحدہ پنجاب) کے سیکرٹری جنرل رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۵۸ء تک مجلس احرار سے ہی وابستہ رہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے بعد حکومت نے مجلس احرار کو خلافِ قانون قرار دے دیا۔ ۱۹۶۲ء میں جماعت بحال ہوئی۔ اس دوران ملک عطاء اللہ نیشنل عوامی پارٹی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر ملتان سے نواب صادق حسین قریشی کے مقابلے میں صوبائی انتخاب بھی لڑے۔ انھوں نے برصغیر کے عظیم سیاسی و دینی رہنماؤں کو دیکھا اور سنا۔ تحریک آزادی اور پھر پاکستان میں تمام سیاسی تحریکوں میں سرگرم حصہ لیا۔ قید بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے لیے طویل جدوجہد کی۔ سو سال کے قریب عمر پائی۔ ۸؍ مئی کو اُن کی نمازِ جنازہ مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی خطاؤں کو معاف اور حسنات قبول فرما کر مغفرت فرمائے۔ (آمین)

☆ مدرسہ معمورہ کے معاون عطاء اللہ صدیق کی والدہ، انتقال: ۵؍ مئی بروز منگل۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے، لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

بنتِ امیر شریعت سیدہ اُمّ کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا

کے انتقال پر تعزیت کرنے والے حضرات

گزشتہ ماہ خانوادۂ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو عظیم صدمہ پیش آیا۔ بنتِ امیر شریعت سیدہ اُمّ کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا انتقال کر گئیں۔ غم اور صدمے کے اس موقع پر محبانِ امیر شریعت، اکابر علماء، احبابِ احرار اور دیگر بہت سارے بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں نے خود تشریف لا کر، فون کر کے اور خط کے ذریعے اظہارِ ہمدردی و تسلّی سے ہمارا حوصلہ بڑھایا اور دعاؤں سے نوازا۔ گزشتہ شمارے میں جنازے میں شریک ہونے والے اور تعمیت کرنے والے بعض حضرات کے اسماء گرامی شائع کیے گئے تھے تاہم بہت سارے احباب کے نام شائع ہونے سے رہ گئے۔ اکابر و احباب کی طرف سے تعزیت و تسلّی کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ گزشتہ دنوں تعزیت کے لیے تشریف لائے حضرات کے اسماء گرامی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہٗ (عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت)، حافظ محمد ضیاء اللہ، صوبیدار اللہ رکھا، مفتی محمد شاہد صاحب (مجلس احرارِ اسلام ناگڑیاں، گجرات) جناب عبدالوہاب نیازی (جماعتِ اسلامی) مولانا سید محمد اطہر شاہ بخاری (دیپال پور)

خطوط اور فون کے ذریعے اظہارِ تعزیت کرنے والے حضرات:

بھائی عبدالقادر ابن حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (سرگودھا) حضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی (چکوال) حضرت علامہ خالد محمد مدظلہٗ (مانچسٹر) جناب حافظ محمد ادریس، عمران ظہور غازی (جماعتِ اسلامی، منصورہ) حافظ میاں محمد نعمان ایم پی اے (مسلم لیگ ن، لاہور) جناب اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر خیبر پختونخواہ اسمبلی، مردان) جناب رشید احمد (کوئٹہ) مولانا قاری عبدالحئی عابد (لاہور) حضرت مولانا اظہار الحق مدظلہٗ، حضرت مولانا انوار الحق مدظلہٗ، مولانا عرفان الحق حقانی، (جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک) مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ) قاری عبدالجلیل صاحب (گڑھی افغاناں، ٹیکسلا) ڈاکٹر عبدالشکور صاحب (کوٹ ادو) جناب عابد علی (راولپنڈی) مولانا عبدالرؤف چشتی (اوکاڑہ)، پروفیسر محمد اقبال جاوید (گوجرانوالہ)

خانوادۂ امیر شریعت کے تمام حضرات، تعزیت کرنے والے احباب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنی محبت بھری دعاؤں سے ہمارا غم ہلکا کیا اور ہمیں حوصلہ دیا۔ جن احباب کے نام شائع نہ ہو سکے ان کے بھی شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

☆ قاری عبدالغفور مظفر گڑھی کے والد محترم حاجی حافظ غلام نبی صاحب کا آپریشن ہوا ہے۔

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن بشیر چغتائی صاحب شدید علیل ہیں۔ قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگویج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر:
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

بیماری اور بیمار پرسی کی مسنون دعائیں

1. حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

”دور کر تکلیف اے خلقت کے پروردگار اور شفا بخش تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں ہے شفا مگر آپ ہی کی طرف سے ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔“ (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

2. حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو اس طرح اس کی تسلی فرماتے۔

لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰهُ ۔ ”کوئی حرج نہیں یہ بیماری تجھے گناہوں سے پاک کریگی۔“ (بخاری و مسلم)

3. رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو یہ ارشاد فرمایا کہ مریض مقام درد پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہے، پھر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعاء پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے درد دور ہو جائے گا۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

”میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور اس کی قدرت کی ہر اُس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں اور جس کا مجھے آئندہ اندیشہ ہے۔“

4. بیماری میں مبتلا مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے والا تندرست شخص اس بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ (ترمذی)

”سب تعریفیں اس اللہ کی جس نے مجھے بچایا اس بیماری سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔“

5. جو کوئی چھینک کے بعد یہ کہا کرے تو اس کو دانت اور کان کے درد سے بچاؤ رہے گا۔ (حصن حصین ص ۱۶۳ و تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ ”سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہر حالت پر جیسی بھی ہو۔“

6. پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے شفاء کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ۔

”اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے۔“ (ابوداؤد)

7. زہریلے جانور، ہر نقصان اور ہر بیماری سے حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (مسلم)

”میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔“

8. بیماری سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھیں: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۔ (شعراء:۸۰) ”اور میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔“

9. دوا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے انشاء اللہ جلد شفا ہوگی۔

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore